تُحفَۃُ المَجالِس

مواعظ

حضرت سیدنا ریاض احمد گوہر شاہی مدظلہ العالی

بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم

ابتدائی کلمات

اللہ تعالیٰ کا احسانِ عظیم ہے کہ جس نے ہماری رہنمائی کے لئے مرشدِ حق حضرت سیدنا ریاض احمد گوہر شاہی مدظلہ العالیٰ جیسی ہستی عطا فرمائی، جن کی نظرِ کیمیا نے ہم جیسے ہزاروں نوجوانوں کی زندگی میں روحانی انقلاب برپا کر دیا۔ خوش نصیب ہیں وہ لوگ جن کے دل ہمہ وقت اللہ کے ذکر میں مشغول ہو چکے ہیں اور یہی دنیا و آخرت کا بیش بہا خزانہ ہے جو در حقیقت ہمارے لئے ذریعہءِ نجات ہی نہیں بلکہ معرفتِ خداوندی کا ذریعہ بھی ہے۔ اسی کے طفیل انسان فنا فی الشیخ، فنا فی الغوثؒ، فنا فی الرسول صلی اللہ علیہ وسلم اور فنا فی اللہ جیسے اعلیٰ منصب پر فائز ہوتا ہے۔

مسافرانِ راہِ طریقت اور انجمن کا ہر رکن سرکار شاہ صاحب کی گفتگو سننے کو بیتاب رہتا ہے۔ **تحفتہ المجالس** میں سرکار شاہ صاحب کے ان ''خطابات یا گفتگو'' کو قلمبند کرنے کی کوشش کی گئی ہے جو آپ نے مختلف مقامات پر کانفرنسوں اور روحانی نشستوں میں طالبینِ حق کے ساتھ فرمائیں۔ اس کی تدوین میں جن اصحاب نے معاونت کی اللہ تعالیٰ انکو اس کا اجرِ کثیر عطا فرمائے، ادارہ اس سلسلہ میں ان کا تہہ دل سے ممنون ہے۔

اس سے پیشتر **تحفتہ المجالس** چار حصوں پر مشتمل تھی اب ان حصوں کو یکجا کر کے کتابی شکل دے دی گئی ہے۔ امید ہے کہ طالبینِ حق بالخصوص اور عوام الناس بالعموم ان روحانی ملفوظات سے بھرپور استفادہ فرمائیں گے۔ اگر ان ملفوظات میں کتابت یا پرنٹنگ کی کوئی غلطی ہو تو ادارہ کو مطلع کریں تا کہ آئندہ ایڈیشن میں اس کی تصحیح کر دی جائے۔

اللہ تعالیٰ **تحفتہ المجالس** کی تدوین کیلئے ہماری کوشش کو قبول فرمائے! آمین

شعبہ نشر و اشاعت

انجمن سرفروشانِ اسلام، انٹرنیشنل

حصہ اول

بسم اللہ الرحمٰن الرّحیم

درود شریف اور ذاکرِ قلبی

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا واقعہ ہے کہ جب ہم پر کوئی مصیبت آتی تو ہم درود شریف پڑھتے تھے۔اس سے پہلے آپ کیا کرتے تھے؟اس سے پہلے آپ ہر وقت اللہ اللہ کرتے رہتے تھے۔اگر اللہ اللہ میں رکاوٹ ہوتی تو درود شریف پڑھتے،اس طرح وہ رکاوٹ دور ہو جاتی۔

اب لوگ کہتے ہیں کہ دل سے درود شریف پڑھنا چاہیئے۔ابتدا میں دل سے درود شریف نہیں پڑھا جا سکتا کیونکہ دل کی دھڑکن ٹک ٹک کرتی ہے۔آپ ٹک ٹک کے ساتھ کس طرح درود شریف پڑھ سکتے ہیں۔ٹک ٹک کے ساتھ تو اللہ اللہ ہی ہو سکتی ہے۔یعنی کہ جب دل کی دھڑکن کی ٹک ٹک اللہ اللہ کرے گی تو انسان کامیاب ہو جائے گا۔اسی طرح کئی ٹک ٹک مل کر بڑی مشکل سے **لا الٰہ الا اللہ** پڑھیں گی اور پھر اسی طرح مزید کئی ٹک ٹک مل کر **لا الٰہ الا اللہ محمد الرسول اللہ** پڑھیں گی۔اس وقت ہم کہیں گے کہ اب یہ شخص دل سے مسلمان ہو گیا ہے۔اس وقت جب تم نماز پڑھو گے تو ساتھ وہ قلب بھی نماز پڑھے گا۔تم درود شریف پڑھو گے تو ساتھ قلب بھی درود شریف پڑھے گا۔اس وقت درود شریف کے صحیح فیض کا علم ہو گا۔ایسے لوگ جو ذاکرِ قلبی ہوتے ہیں جب وہ درود شریف پڑھتے ہیں تو قلب بھی درود شریف میں لگ جاتا ہے۔جب وہ نعت شریف پڑھتے ہیں تو قلب بھی نعت شریف میں لگ جاتا ہے۔ایسے لوگ جب رات کو سوتے ہیں تو قلب کبھی نعتیں پڑھتا رہتا ہے۔کبھی درود شریف پڑھتا ہے اور کبھی اللہ ھوُ کرتا رہتا ہے۔گھر والے کہتے ہیں کہ تم نعت پڑھ رہے تھے، یا درود شریف پڑھ رہے تھے یا اللہ ھوُ کر رہے تھے تو وہ کہتا ہے کہ میں تو سو رہا تھا مجھے پتہ ہی نہیں۔

رب کی تلاش

آج کل کسی کو رب کی تلاش ہی نہیں، بندہ نماز بھی پڑھتا ہے تو کسی لالچ اور غرض وغایت کے سبب، ورد و وظائف بھی کرتا ہے کاروبار کی ترقی کے لئے یا بیماری سے شفا کے لئے۔(اور نمازیں بھی جنت میں جانے کے لئے پڑھتا ہے۔)رب کو پانے کے لئے کوئی عمل نہیں کرتا۔اگر رب کو پانے کے لئے عمل کرتا تو رب ضرور مل جاتا۔

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ سے رب نے کہا اے بایزیدؒ اتنا کچھ جو تو کرتا ہے کیا جنت کے لئے کرتا ہے؟انہوں نے جواب دیا کہ میں لالچی نہیں ہوں۔رب نے پھر فرمایا کہ کیا تو دوزخ سے بچنے کے لئے کرتا ہے۔بولے کہ دوزخ

تو منکروں کا ٹھکانہ ہے اور میں منکر نہیں ہوں۔ پھر رب نے سوال کیا کہ کیا عرش وکرسی کے لئے کرتا ہے۔ جواب دیا کہ عرش وکرسی تو فرشتوں کا مقام ہے اور میں فرشتہ نہیں ہوں۔ رب نے کہا کہ اے بایزیدؒ پھر یہ سب کچھ کس لئے کرتا ہے؟ عرض کی کہ اے رب میں سب کچھ تیرے لئے کرتا ہوں۔ رب نے فرمایا کہ اگر میں نہ ملوں تو؟ حضرت بایزید رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کی کہ اگر تو نہیں ملتا تو۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ میرا جینا بے کار ہے۔ آہ بھری اور جان دیدی۔

بچے بچے کو پتہ ہے کہ اگر دل خراب ہے تو نماز کا کوئی فائدہ نہیں۔ یہی بات ہے ناں؟ جس طرح کسی کا دماغ خراب ہے اور آپ حفظ کے لئے اس کو بٹھا دیں۔ قرآن پاک بار بار پڑھنے کے باوجود اس کو یاد نہیں ہوگا۔ آخر کار آپ سب کہنے پر مجبور ہو جائیں گے کہ پہلے دماغ کا علاج کراؤ تب حفظ ہوگا۔

اس طرح عبادت کا تعلق دل سے ہے اگر دل خراب ہوگا تو عبادت صحیح نہیں ہوگی۔ یعنی صحیح عبادت کے لئے دل کا صاف کرنا بہت ضروری ہے۔ نماز ادا کرنے میں ہم زبان سے نوری الفاظ پڑھتے ہیں۔ قل ھواللہ احد مگر دل میں خیال یہ ہے کہ گھر وچ آٹا کوئی نہیں۔ اس طرح قل ھواللہ احد کا نور آٹے میں چلا گیا اور آٹے میں برکت ہوگئی۔ آٹا کہیں سے آ گیا۔

ساری نماز میں جہاں جہاں دھیان جاتا ہے ادھر نور چلا جاتا ہے اور ہمارے دنیاوی امور سنورتے چلے جاتے ہیں۔ ہم حقیقت کو نہیں سمجھتے بلکہ خوش ہوتے ہیں کہ ہماری نماز قبول ہو رہی ہے حالانکہ ہماری نماز تو کاروبار میں گھومتی رہتی ہے، یہ تو ہمارا حال ہے۔ اور دوسرا فرقہ خاص کر دیوبندی ہے۔ ان

لوگوں کا کہنا ہے کہ وہ لوگ ایسی نماز پڑھتے ہیں کہ جس میں کوئی خیال ہی نہ آئے۔ وہ رب کو ڈھونڈنے کے لئے آسمانوں کی طرف دھیان کرتا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ اپنے عمل میں کامیاب ہوتا ہے۔ کیوں کہ نماز میں اس کا دھیان آٹے اور دال کی طرف نہیں جاتا بلکہ رب کی طرف جاتا ہے۔ اس بیچارے کو پتہ نہیں کہ رب تو وہاں ہے جہاں تو فرشتے بھی نہیں پہنچ سکتے تو اس کا خیال کیسے پہنچے گا۔ یعنی ان صاحب کی نماز خلاؤں میں گھومتی رہی۔ یعنی پہلا دوسرے سے بہتر ہے کیونکہ اس کے کاروبار میں تو برکت ہو رہی ہے۔

لیکن رب کس طرح ملے گا نماز تو رب کے لئے ہے اور آپ نے نماز کو کاروبار میں لگا لیا اور خلاؤں میں لٹکا لیا۔ اب دیکھیں کہ رب کس طرح ملتا ہے۔

سب سے پہلے رب کے اسم ذات اللہ کو پکڑنا پڑتا ہے۔ اس کو پکارتے ہیں پھر اس کو دل میں جماتے ہیں۔ پھر جب نماز پڑھتے ہیں تو نظر سے قلب پر اسم اللہ جماتے ہیں۔ یہ نماز خالصتاً اللہ کے لئے ہوتی ہے۔ عرش معلےٰ تک پہنچ جاتی ہے۔ عرش معلےٰ سے بیت المعمور اور بیت المعمور سے اللہ تک پہنچ جاتی ہے۔ یعنی ایسی نماز سیکھنے اور ادا کرنے کے لئے سب سے پہلے

اللہ اللہ سیکھنی پڑے گی۔

ایک شخص تھا اسے ضرورت پڑی کہ رب کو ڈھونڈوں۔ پانچ چھ سال تک اپنے گھر میں عبادت کرتا رہا۔ درود وظائف کرتا رہا۔اس کے چہرے پر نور آ گیا وہ کہنے لگا کہ لوگ مجھے ولی سمجھنے لگے۔ مگر میں اندر سے کالا ہی تھا۔خیال آیا رب شاید مسجد میں ملتا ہے اور میں گھر میں عبادت میں لگا رہا وہ پھر مسجد میں چلا گیا وہاں پھر پانچ چھ برس گزارے۔ عبادت کرتا رہا لیکن جب اندر جھانکا تو خالی پایا۔اس نے سوچا کہ رب شاید جنگلوں میں ملتا ہے۔جنگلوں میں جا کر بھی پانچ چھ سال عبادت وریاضت سب کچھ کرتا رہا لیکن جب اندر دیکھا تو خالی پایا۔سچا عاشق تھا سوچا رب شاید دریاؤں میں ملتا ہے دریاؤں میں تلاش کرنا شروع کر دیا پانچ چھ سال گزار دیئے مگر پھر اندر دیکھا تو خالی سوچنے لگا کہ رب پھر کہاں ملتا ہے؟ ذہن میں خیال آیا کہ موسیٰ علیہ السلام کو کوہ طور پر ملا تھا شاید مجھے مل جائے کوہ طور پر جا کر بھی پانچ چھ سال گزارے مگر رب کا کہیں بھی نام ونشان نہ پا سکا۔ آخر کار اس کے مرنے کا وقت قریب آ گیا دل میں افسوس تھا کہ میں نے گھر بار چھوڑا، مٹی کھائی، پتے کھائے مگر رب نہیں ملا۔ نہ جانے رب کہاں ملتا ہے؟ آواز آئی اے نادان میں تو تیرے گھر میں موجود تھا۔ وہ بولا اے اللہ تو کس کونے میں تھا؟ جواب آیا میں تیرے دل میں تھا، اگر گھر میں بیٹھ کر دل سے مجھے یاد کر لیتا تو مجھے پا لیتا۔

حدیث احیاء علوم الدین:

لایسعنی ارضی ولا سمائی ولکن یسعنی قلب عبدی المومنO

ترجمہ: مجھے زمین اور آسمان کی وسعتیں اپنے اندر نہیں سمو سکتیں لیکن میں اپنے بندہ ء مومن کے دل میں سما جاتا ہوں۔ (حدیثِ قدسی)

اب دل کیا ہے؟ رب کا تعلق دل سے ہے۔جس طرح خانہ کعبہ آسمان پر بیت المعمور کی نقل ہے اسی طرح عرش معلےٰ کی طرح تمہارا دل ہے۔لوگ کہتے ہیں کہ دل کو بڑی فضیلت ہے۔ دل کو اس وقت فضیلت ہے جب اس میں اللہ بس جاتا ہے اور یہ اللہ اللہ میں لگ جاتا ہے اور اس کی اس اللہ اللہ کی حرکت سے عرش معلےٰ ہلنے لگتا ہے۔فرشتے عرض کرتے ہیں کہ پروردگارِ عالم یہ کیا ہو رہا ہے؟ رب فرماتا ہے کہ وہی انسان جسے انکارِ سجدہ ہوا تھا آج وہ سو رہا ہے مگر اس کا دل اللہ اللہ کر رہا ہے۔جس کی وجہ سے عرش معلےٰ ہل رہا ہے۔فرشتے کہتے ہیں کہ کاش ہم بھی انسان ہوتے اور ہمارے اندر بھی ایسا دل ہوتا۔

اب تم جو اس کی عبادت کرتے ہو ورد و وظائف کرتے ہو۔ زیادہ سے زیادہ 60,50 یا 100 سال گزار لو گے۔ مگر فرشتے تو ہزاروں سالوں سے عبادت کر رہے ہیں ان سے کیسے بازی لے جاؤ گے؟ کچھ جنات میں سے صحابہ جنات بھی ہیں یعنی کہ وہ حضور پاک ﷺ سے بیعت ہیں مگر اب بھی موجود ہیں فرق صرف اتنا ہے کہ ان بیچاروں میں دل نہیں ہے اور تم

میں دل موجود ہے۔

اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے سات جنتیں بنائیں اور تمہارے اندر سات مخلوقیں رکھیں ۔ تمہیں تو صرف اتنا علم ہے کہ تمہارے اندر ایک روح موجود ہے حالانکہ تمہارے اندر ایک نہیں بلکہ سات روحیں موجود ہیں ۔ جو انڈوں میں بند ہیں جن کے گرد جالے بنے ہوئے ہیں ۔ اگر ایک مخلوق کا تعلق قلب کی عبادت سے ہو جائے تو وہ جنت خلد کا حقدار ہے روح کی عبادت کرلے تو اس سے اگلی جنت یعنی دارالسلام ملے گی ۔ سری کی عبادت کرے تو اس سے اگلی جنت کے مستحق پھر اسی طرح ایک لطیفہ انا دماغ میں موجود ہے اگر اس کی عبادت کرو گے تو جنت الفردوس کے حقدار ٹھہرو گے ۔ کئی عابد جن حضور پاک ﷺ سے بیعت ہیں ۔ ابھی تک موجود ہیں لیکن ان میں قلب موجود نہیں ہے ۔ اس لئے وہ جنت میں نہیں رہ سکتے بلکہ ان کو جنت کے باہر مقامات ملیں گے ۔ وہ لوگ صرف جنت کی سیر کو جاسکیں گے لیکن وہ انسان جن کے اندر دل موجود تھا لیکن انہوں نے ختم کر دیا تو ان کے بارے میں قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے ۔

"کہ یہ چوپائے ہیں بلکہ اس سے بھی بدتر ۔"

ہوسکتا ہے کہ ایماندار کلمہ گو جو حضور پاک ﷺ سے محبت رکھتا ہو بخش دیا جائے لیکن یہ جنت میں ان لوگوں کے برابر تو نہیں ہوسکتا جن لوگوں نے لطائف کی عبادات کی ہوں ۔ ایسے لوگ جو دوزخ سے بچ تو جائیں گے مگر جنت میں ان عبادت گزاروں کے غلام بن کر رہیں گے ۔ اس وقت کتنا پچھتائیں گے کہ یہ سب ہم میں بھی موجود تھا مگر ہم تو محروم رہے ۔

انسان کے دماغ پر ایک پردہ ہوتا ہے ۔ اگر تمہیں کہا جائے کہ ایک ماہ کے لئے مری چلے جاؤ ۔ تم پہلے پوچھو گے کہ وہاں کا موسم کیسا ہے؟ وہاں کے لئے کمبل خریدو گے ۔ پیسے وغیرہ اور دوسری تمام ضروریات کا انتظام کرو گے تاکہ وہاں کسی قسم کی تکلیف نہ ہو ۔ یعنی صرف ایک ماہ کی تاریخ اور اتنا انتظام ۔ موت کا تو کوئی پتہ نہیں ہے نہ جانے کس وقت آجائے ۔ شاید کل ہی آجائے مگر وہاں کے لئے تم سامان کیوں نہیں کرتے؟ اس کی وجہ کیا ہے؟ اس کی وجہ یہ ہے شیطان انسان کے دماغ پر ایک پردہ ڈال دیتا ہے ۔ اب وہ کیسے ہٹتا ہے؟ وہ اس وقت ہٹتا ہے جب انسان مرنے لگتا ہے ۔ عزرائیل علیہ السلام جب آتے ہیں تو شیطان وہ پردہ ہٹا لیتا ہے تو اس وقت آدمی یہ کہتا ہے کہ مجھے اب موقع ملے تاکہ کچھ کرلوں لیکن اب تو ملک الموت آگئے ہیں اب کیا موقع ملے گا؟

حدیث شریف میں ہے

موتوا قبل انت موتو "مرنے سے پہلے ہی مرجاؤ"

سب سے پہلے ذکر قلب ، پھر روح اس طرح ساتوں لطائف چلتے ہیں ۔ جب دماغ کا لطیفہ یا ھو کا ذکر کرے گا تو اس

کی گرمی سے وہ پردہ پھٹ جائے گا اور پردہ پھٹنے کے بعد آپ کو مرنے سے پہلے ہی علم ہو جائے گا کہ آپ دنیا میں کیوں آئے ہیں۔اس وقت لوگ کہیں گے کہ یہ دیوانے ہیں لیکن آپ کہیں گے کہ لوگ دیوانے ہیں۔اس طرح انسان دنیا میں اپنی آمد کا مقصد سمجھ جاتا ہے۔

اگراللہ تعالیٰ اوپر ہی سے ہماری روحوں کو جنت یا دوزخ میں ڈال دیتا تو دوزخ میں جانے والی روحیں اعتراض کرتیں کہ اے اللہ ہم نے کیا قصور کیا تھا؟اس اعتراض کو ختم کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے ان روحوں کو جسموں میں ڈالا اور جنت دوزخ کی بنیاد اعمال پر رکھ کر انہیں دنیا میں بھیج دیا۔اللہ تعالیٰ پوچھے گا کہ تمہیں چند سال کے لئے دنیا میں بھیجا تھا وہاں سے کیا کر کے لائے ہو۔تم تو مجھے بھول ہی گئے تھے۔

اب دنیاوی زندگی ختم ہونے والی ہے۔اصل زندگی مرنے کے بعد شروع ہوگی جو کبھی ختم نہ ہوگی۔تمہاری اس ساری زندگی کا نچوڑ 60,50یا 100 سال ہے۔اگر تم نے انہیں ضائع کر دیا تو گویا ساری زندگی ضائع کر دی۔لیکن نماز پڑھو، وردووظائف کرو جو کچھ بھی کرو اللہ کے لئے کرو۔لیکن افسوس کی بات تو یہ ہے کہ تم یہ سب کچھ دنیاوی فوائد کے لئے کرتے ہو۔تم یہ چاہتے ہو کہ کاروبار میں ترقی ہو۔ بیماری سے نجات ہو اس طرح تمہاری تمام حاجات پوری ہو جائیں۔ یہ سب کچھ دنیا کیلئے ہے اس لئے دنیا میں رہ جائے گا۔آخرت میں خالی ہاتھ جاؤ گے۔دنیا میں جس اصل کاروبار کیلئے آئے ہو وہ یہ ہے کہ ایسی کمائی کرو کہ آخرت کیلئے جمع ہو جائے قول غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے

”دنیا ایک بازار ہے اس میں سے وہی چیز خریدو اور بیچو جو کل بازار آخرت میں تم کو نفع دے۔“

قرآن پاک میں ارشاد ہے۔

ولتنظرنفس ما قدمت لغد

ترجمہ:انسان دیکھے کہ آئندہ کیلئے آگے کیا بھیجا؟ (سورۃ الحشر آیت نمبر 18)

تم نے دنیاوی کاروبار کو اتنا افضل سمجھ لیا ہے کہ اگر تم سے کہا جائے کہ نماز پڑھو کہو گے کہ مجھے فرصت ہی نہیں ملتی حالانکہ تمہیں دنیا میں عبادت کے لئے بھیجا گیا۔قرآن پاک میں ارشاد ہے۔

وما خلقت الجن والا جس الا لیعبدون

ترجمہ:اور میں نے جن اور آدمی اس لئے بنائے کہ میری بندگی کریں۔ (سورۃ الذاریت آیت نمبر 56)

تم کہتے ہو کہ عبادت کیلئے فرشتے موجود ہیں اور ہم دنیاوی کام صرف پیٹ کے لئے کرتے ہیں۔ ہمارے پیٹ میں کیا ہے؟نفس ہے،شیطان ہے۔یعنی ہم شیطان کیلئے تو دن رات لگے رہتے ہیں۔اور رحمٰن کے لئے تو کچھ بھی نہیں کرتے۔

اگر تم چاہتے ہو کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت ہو جائے تو ہر وقت اللہ اللہ کرتے رہو۔ یقین کرو اگر کوئی شخص لندن میں بیٹھا ہے اور تم اسے چالیس روز تک یاد کرو گے تو اس کے دل کو حرکت ہوگی اور وہ تم کو خط لکھ کر بھیجے گا کہ دل سے دل کو راہ ہوتی ہے۔ اور اگر تم چالیس روز تک دل سے اللہ کو یاد کرو گے تو وہاں بھی حرکت ہوگی وہ پوچھے گا کہ یہ بندہ کون ہے۔ جو ہر وقت ہمارے ذکر میں مشغول ہے۔ تب ہی اس نے فرمایا ہے۔

فاذکرونی اذکرکم

ترجمہ: تم میرا ذکر کرو میں تمہارا ذکر کروں گا۔ (سورۃ البقرۃ آیت نمبر 152)

عبادت چاہے کم کرو مگر دل سے کرو۔ ایسی عبادت ہی اچھی ہوتی ہے۔ مگر ایک شخص عبادت میں دھڑا دھڑ لگا ہوا ہے مگر جتنی عبادت کرتا ہے اتنا ہی دل سیاہ ہوتا ہے۔ ایسی عبادت کا کیا فائدہ۔ ایسی عبادت تو شیطان بھی کرتا تھا۔ لوگ سمجھتے ہیں کہ عبادت سے رب ملتا ہے اگر ایسا ہوتا تو رب سب ہی کو مل جاتا۔ رب عبادت سے نہیں بلکہ دل سے ملتا ہے عبادت تو دل کو صاف کرنے کا ذریعہ ہے۔ عبادت سے توجہ دل کی طرف ہو جاتی ہے۔ اور دل کی صفائی ہو جاتی ہے۔ تب ہی حدیث شریف میں ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ”کہ میں شکلوں اور عملوں کو نہیں دیکھتا میں نیتوں اور قلوب کو دیکھتا ہوں۔“

جب قلب صاف ہوگا تو نیت بھی صاف ہوگی پھر جب اللہ تعالیٰ کی نظرِ رحمت پڑے گی تو سمجھ لیں کہ رب بھی مل گیا۔

ہر وقت اللہ اللہ کرنے سے تمہیں اس نام سے محبت ہو جائے گی۔ پھر یہ محبت آہستہ آہستہ عشق میں تبدیل ہو جائے گی۔ اس کے بعد اگر تم کو رسوں سے باندھ کر بھی گھسیٹا جائے تب بھی تم کہو گے کہ ہم تو اللہ ھو یہ کریں گے۔ بعض لوگوں کو گھروں میں باندھ دیا جاتا ہے مگر پھر بھی وہ عشق خداوندی کی وجہ سے اللہ ھو کرنے سے باز نہیں آتے۔ صحابہ کرامؓ کو رسوں سے باندھ کر گرم ریت پر گھسیٹا جاتا تھا مگر پھر بھی وہ اللہ کے عشق سے باز نہ آئے۔ جب اللہ سے عشق ہو گیا تو سمجھ لو حضور پاک ﷺ سے عشق ہو گیا یعنی اللہ ھو پڑھنے سے اللہ سے عشق ہو جاتا ہے اور اللہ سے عشق ہو جائے تو حضور پاک ﷺ سے بھی عشق ہو جاتا ہے۔ نعت خوانی اس لئے کرتے ہیں کہ حضور پاک ﷺ سے عشق ہو جائے اور حضور پاک ﷺ سے عشق ہو جائے تو اللہ تعالیٰ سے بھی عشق ہو جاتا ہے۔ یعنی یہ دونوں چیزیں اللہ اور اس کے حبیب ﷺ سے محبت اور عشق پیدا کرنے والی ہیں اگر کوئی نہ اللہ ھو کرے اور نہ یہ درود شریف یا نعت خوانی کرے تو وہ بھلا اللہ اور اس کے محبوب ﷺ سے کیسے عشق پیدا کرسکتا ہے۔ وہ تو صرف وقت پورا کررہا ہے۔ حدیث شریف میں ہے:

ذکر اللہ فرض من قبل کل فرض

ترجمہ: تمام فرضوں میں پہلا فرض ذکرِ الٰہی ہے۔ (کلیۃ التوحید)

ہمارے علمائے کرام نماز پر بہت زور دیتے ہیں لیکن نماز سے زیادہ سخت حکم جو ہے وہ ذکر ہے ذکر کا اس حد تک حکم ہے کہ خرید وفروخت میں بھی اس سے غافل نہیں رہنا چاہیئے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

الذین یذکرون اللہ قیاماً و قعوداً و علے جنوبھم

(آیت نمبر 191 آل عمران رکوع نمبر 20)

ترجمہ: ''وہ لوگ جو اللہ کو یاد کرتے ہیں کھڑے اور بیٹھے اور اپنی کروٹوں کے بل۔''

سوچو کتنا سخت حکم ہے اور ہم نے اس کو چھوڑ دیا ہے۔ کیا یہ قرآن مجید سے باہر ہے؟ حدیث شریف میں حضور پاک ﷺ فرماتے ہیں ''ہم سوتے ہیں ہمارا دل نہیں سوتا''

تو ہم اس ذکر کی طرف کیوں نہیں جاتے؟ یہ جو اللہ کا ذکر ہے نفس کیلئے قاتل ہے۔ آپ نمازیں پڑھتے ہیں، عبادت کرتے ہیں۔ مگر آپ کا نفس اندر ہے اس لئے اس کی صفائی نہیں ہوتی۔ آپ باہر ہی لگے ہوئے ہیں مگر آپ کا نفس اندر گھسا ہوا ہے۔ جب تمہارا ذکر اسی نفس کے ذریعے اس تک پہنچے گا۔ تب ہی اس کی صفائی ہوگی اور یہ نفس مسلمان ہوگا۔ یہ نفس ہی ہے جو تم کو ذکر اللہ کی طرف آنے نہیں دیتا وہ کہتا ہے باہر لگا رہ اندر نہیں آنا اس طرح وہ ذکر کی طرف آنے نہیں دیتا اور نتیجتاً یہ نفس موٹا ہو جاتا ہے۔ پھر کچھ عرصے بعد نفس تم پر سوار ہو جاتا ہے۔

جب باطنی مخلوق آتی ہے تو وہ ہمیں دیکھتی ہے۔ لوگوں کو ہم انسان نظر آتے ہیں مگر باطنی مخلوق ہمیں ہمارے نفسوں کے مطابق دیکھتی اور پہچانتی ہے جو ملائکہ آسمانوں سے آتے ہیں تو انہیں ہم نظر نہیں آتے بلکہ ہمارے نفس نظر آتے ہیں۔ نفس جس شکل کا ہوگا انسان بھی اسی شکل کا نظر آتا ہے۔ جس طرح ایک واقعہ ہے کہ حضرت شاہ عبدالعزیز رحمتہ اللہ علیہ کے زمانے میں ایک عورت ننگی گھومتی تھی۔ ان کے خلیفہ نے پوچھا کہ یہ عورت ننگی گھومتی رہتی ہے مگر آپ کو دیکھ کر کونے میں کیوں سمٹ جاتی ہے؟ جب کہ آپ بوڑھے ہیں اور بزرگ ہیں آپ نے فرمایا یہ ایک راز ہے۔ انہوں نے خلیفہ کو ایک انگوٹھی دی اور کہا جیسے ہی یہ عورت آئے پہن لینا۔ عورت کے آنے پر خلیفہ نے انگوٹھی پہن لی۔ آگے پیچھے دیکھا تو کوئی گدھا ہے کوئی کتا ہے۔ کوئی ریچھ ہے اور کوئی بندر ہے۔ اپنے آپ کو دیکھا تو بکرا نظر آیا۔ صرف وہ عورت اور شاہ عبدالعزیزؒ انسان نظر آئے اس پر شاہ عبدالعزیزؒ نے فرمایا کہ وہ عورت کہتی ہے کہ مجھے تو سارے ہی جانور نظر آتے ہیں اس لئے پردہ کس سے کروں آپ انسان نظر آتے ہیں اس لئے چھپ جاتی ہوں۔

حضرت رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ایک غلام کو سر کا بال دیا کہا کہ اس کی گولائی میں سے دیکھنا جو انسان نظر آئے اس سے تیل لے آنا۔ غلام سارا دن گھومتا رہا مگر اسے کوئی بھی انسان نظر نہ آیا۔ کوئی کتا، کوئی گدھا، بڑی مشکل سے

آخر میں ایک انسان نظر آیا اور اس سے تیل لیا۔اس طرح جب فرشتے دنیا میں تشریف لے کر آتے ہیں تو نہ جانے ہم دنیا میں اس وقت کیا کچھ کر رہے ہوتے ہیں۔ہوسکتا ہے ہم تلاوت کر رہے ہوں اور ان کو نہ جانے کیا نظر آ رہے ہوں کچھ لوگ تلاوت کرتے ہیں اور قرآن ان پر لعنت کرتا ہے۔نفس اگر کتا ہے تو ہم ناپاک ہیں۔باہر سے چاہے مومن ہوں مگر اندر سے ناپاک ہوتے ہیں۔ہم قرآن کو ہاتھ لگاتے ہیں تو ناپاک ہوتے ہیں۔

مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مبتدی کو چاہیئے کہ پہلے ذکر اللہ کرے اس طرح اپنے نفس کو پاک کرے پھر فرماتے ہیں جب منتہی ہو جائے نفس پاک ہو جائے تب قرآن پاک پڑھے اس وقت ایک لمحہ فکر ہزاروں سال کی عبادت سے بہتر ہے اور ہم اس کے برعکس عمل کرتے ہیں یہی وجہ ہے کہ لوگ کہتے ہیں جب ہم قرآن پاک پڑھتے ہیں تو ہمارا سر چکراتا ہے کچھ کو الفاظ نظر نہیں آتے اور کچھ پر گھبراہٹ طاری ہوتی ہے یعنی قرآن پاک چاہتا ہی نہیں کہ ایسے لوگ اس کو پڑھیں تو سب سے بنیادی اور پہلی چیز جو ہے وہ ذکر و فکر ہے پہلے والی مائیں ذاکرہ ہوا کرتی تھیں۔ذکر فکر کرتی تھیں اور بچہ پیٹ میں اللہ ھو کی آواز سنتا تھا اور پیدا ہوتا تو مائیں اللہ ھو کی لوریاں دیتیں تھیں اور جب تھوڑا سا بڑا ہوتا تو جہاں اللہ ھو کے ذکر کا حلقہ ہوتا، وہ وہاں بیٹھتا اسی طرح جب وہ نماز کے قابل ہوتا تو اس کا نفس پاک ہو چکا ہوتا اور وہ ولی بنتا تھا۔

ہمارا پہلا رکن جو ہے وہ ذکر ہے یعنی کلمہ طیبہ ہے۔ہم کہتے ہیں کہ کلمہ پہلا رکن ہے، بنیاد ہے کلمہ پاک کے بارے میں حدیث پاک میں آتا ہے کہ کلمہ طیب افضل ذکر ہے۔

افضل الذکر لاالٰہ اللہ محمد رسول اللہ

(ترمذی شریف)

اور اب ذکر کے بارے میں قرآن مجید میں آتا ہے کہ

فاذکروااللہ قیاما و قعودا وعلی جنوبکم

ترجمہ: اللہ کو یاد کرو کھڑے، بیٹھے اور کروٹوں کے بل لیٹے ہوئے (سورۃ النساء آیت 103)

یہ پہلا اور بنیادی رکن تھا اور ہم نے اس کو چھوڑ دیا بنیاد چھوڑ کر ہم مکان بنا رہے ہیں جب ہم نے بنیاد چھوڑ دی تو مکان کیسے بنے گا جب مکان نہیں بنا تو کوئی مرزائی، کوئی دیوبندی کوئی قادیانی کوئی اہلِ حدیث اور کوئی پتہ نہیں کیا بن گئے اگر مکان بن جاتا تو پھر کیوں دوسرے فرقوں میں بٹتے۔تو سب سے پہلے اپنی بنیاد مضبوط کرو یہ بنیاد ذکر ہی سے مضبوط ہوگی۔

سرکار فرماتے ہیں ہمیں بھی رب کی بڑی تلاش تھی ڈھونڈتے ڈھانڈتے رہے ایک دن بابا گوہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے دربار شریف پر تلاوت کر رہے تھے (بابا گوہر علی شاہ سرکار شاہ صاحب کے اجداد میں سے تھے، دربار شریف

ڈھوک گوہر شاہ، بکرا منڈی راولپنڈی میں ہے) یہی پتہ تھا کہ تلاوت سے رب ملتا ہے اتنے میں ایک فقیر لمبا سا چغہ پہنے ہوئے آئے فرمانے لگے کہ کیا چنے چبار ہے ہو مجھے بڑا غصہ آیا کہ میں تلاوت کرر ہا ہوں اور یہ بزرگ کہہ رہے ہیں کہ میں چنے چبار ہا ہوں میں نے پرواہ نہ کی اور اپنی دھن میں لگا رہا اور خیال کیا کہ ہوسکتا ہے کہ یہ شیطان ہو۔ بڑے عرصہ بعد لال باغ جنگلوں میں چلا گیا اللہ ھو کرتا رہا پھر ایک وقت آیا کہ جب زبان کے ساتھ تلاوت کرتا تو دل بھی تلاوت کرتا ایک مرتبہ صبح کے وقت زبان سے تلاوت کرر ہا تھا اس کے ساتھ دل بھی تکرار کرر ہا تھا۔ پھر وہی درویش آئے جسے دس بارہ سال پہلے دیکھا تھا کہنے لگے کہ اب صحیح تلاوت کرر ہے ہو۔ تو یہ بات کوئی مشکل نہیں ہے۔ صرف طلب کی ضرورت ہے مگر طلب سچی ہونی چاہیئے ۔ اگر تمہیں صحیح طلب ہوگی تو کوئی وجہ ہی نہیں کہ اللہ تمہیں راستہ نہ دکھائے۔ سچی طلب رکھو اور دنیا داری چھوڑ دو۔

افریقہ کے چند لوگوں نے بتایا کہ ہمارے پاس مسلمانوں کی ایک جماعت آئی انہوں نے قرآن و حدیث کی باتیں بتائیں ہمارا قصبہ مسلمان ہو گیا ہم میں سے ایک آدمی کو انہوں نے امامت بھی سکھادی۔ نماز روزہ سب کچھ سکھا دیا ہم قرآن و نماز سب کچھ پڑھنے لگے سال ڈیڑھ سال گزرا پتہ چلا کہ مسلمانوں کی ایک اور جماعت آئی ہے انہوں نے آتے ہی پوچھا کہ کونسے مسلمان ہو؟ ہم نے کہا کہ مسلمان تو ایک ہی ہوتے ہیں وہ کہنے لگے کہ بتاؤ کونسے فرقے کے مسلمان ہو۔ ہم کہنے لگے کہ بس اتنا جانتے ہیں کہ ہم احمدی مسلمان ہیں وہ کہنے لگے تم تو کافر ہو کیونکہ اسلام میں پہلے ہی احمدی لوگوں کو کافر قرار دیا جا چکا ہے انہوں نے کوئی لیکچر دیا ہم میں سے آدھے احمدی اور آدھے ان جیسے مسلمان بن گئے اب ہم اصلی مسلمان بن گئے اور وہاں دو فرقے بن گئے ان کی مسجد علیحدہ بن گئی ۔ بڑے عرصے بعد پتہ چلا کہ پھر مسلمان آگئے انہوں نے مسجدوں کے دورے کئے پوچھا کہ تم کون ہو؟ ہم احمدی۔ اور تم؟ ہم دیوبندی بولے تم دونوں ہی کافر کیونکہ اعلیٰ حضرت نے ان کو بھی کافر کہا ہے۔ کہنے لگے کہ ہم پھر چپ کر کے سبھی عیسائی بن گئے ۔ کہنے لگے کہ ہم کو پتہ ہی نہیں چلتا کہ مسلمان کون ہے؟ اب جو پہلا فرقہ گیا تھا اس کی بھی محنت رائیگاں گئی اور دوسرے اور تیسرے فرقوں کی بھی محنت رائیگاں گئی اور بہت سے لوگوں کو پتہ ہی نہیں کہ مسلمان کون ہیں سب اپنی اپنی جگہ خوش ہیں کہ ہم صحیح ہیں اور دوسرے غلط ہیں۔ آپ ان سے مناظرہ کر لیں ساری زندگی گزر جائے گی نہ آپ ہاریں گے اور نہ وہ ہاریں گے۔

اب ہم کو صراطِ مستقیم بھی اور دین بھی چاہیئے اور ہم کو پتہ بھی نہیں کہ صحیح کون ہے اور غلط کون ہے بہتر تہتر فرقے ہیں صحیح کی پہچان کیا ہے؟

1۔ ان میں سے ایک قسم ان لوگوں کی ہے جن کے ظاہر اور باطن دونوں خراب ہیں۔ نہ ظاہر میں نماز روزہ ہے اور نہ انکا

دل اللہ اللہ کرتا ہے۔قرآن مجید فرماتا ہے کہ یہ لوگ چوپایوں کی مانند ہیں بلکہ ان سے بھی بدتر ہیں۔وہ خواہ کسی کے بھی بیٹے ہوں یہ صراطِ مستقیم نہیں ہے۔

2۔ دوسرے وہ لوگ جن کے ظاہر خراب اور باطن اچھے ہیں۔ظاہر میں کوئی نماز، روزہ نہیں مگر دل اللہ اللہ کر رہے ہیں۔ یعنی باطن درست ۔ یہ وہ لوگ ہیں جو مجذوب کہلاتے ہیں۔اب ان کی تصدیق ہے کہ وہ پاگل تھے اگر ہم نے ایسا کیا تو ہم زندیق ہوجائیں گے۔اگر ہم نے زندیق ہوگئے تو فقر میں ان کی وجہ سے بدعت پیدا ہوجائے گی۔اس لئے آگے سلسلہ نہیں چلتا۔یہ بھی صراطِ مستقیم نہیں ہے۔

3۔ تیسرے وہ لوگ ہیں جن کے ظاہر درست ہیں اور باطن خراب ہیں۔یہ ہیں ہمارے علماء، ظاہر میں سب کچھ جانتے ہیں۔داڑھی، نماز، روزہ، تلاوت وتسبیحات اور وظائف وغیرہ، مگر اندر سے سیاہ۔یہ بھی صراطِ مستقیم پر نہیں ہیں۔اگر یہ صراطِ مستقیم ہوتا تو بہتر تہتر فرقے کیوں بنتے۔پھر صراطِ مستقیم کیا ہے؟ جن کے ظاہر کے ساتھ ساتھ باطن بھی درست ہو۔زبان بھی نماز، روزہ کرے اور دل بھی اللہ اللہ کرے یہ ہے اصل صراطِ مستقیم۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ دل اللہ اللہ کس طرح کرتا ہے یہ تو گوشت کا لوتھڑا ہے۔زیادہ تر لوگ یہ کہتے ہیں کہ گوشت کا لوتھڑا کس طرح اللہ اللہ کرسکتا ہے۔یہ صرف لوگوں کی قیاس آرائیاں ہیں۔انہیں یہ نہیں معلوم کہ ہمارے اندر سات مخلوقیں آباد ہیں۔ان میں صرف ایک مخلوق ''روح'' کا پتہ ہے۔باقی چھ مخلوقوں کے بارے میں بالکل نہیں معلوم جو انڈوں میں بند ہیں۔تم رات کو سوتے ہو اور خواب میں دوسری جگہ دیکھتے ہو۔کوئی چیز ہے تم میں بند۔وہ روح نہیں ہے، روح اگر جاتی تو تم فوراً ختم ہوجاتے۔وہ ایک مخلوق ہے۔جو انڈوں میں بند ہے۔ان پر زنار کے چھلکے ہیں۔

حضرت سلطان صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ تمہارے قلب پر شیطان نے سوا لاکھ جالے لپیٹے ہوئے ہیں۔بلکہ سوا لاکھ سے بھی زیادہ۔اب اگر کسی نے مرغی کا انڈہ نہ دیکھا ہو اور تم اس کو کہو کہ یہ چوں چوں کرے گا یا ہوا میں اُڑے گا وہ کہے گا کہ تو غلط کہتا ہے نہ اس کی ٹانگیں ہیں اور نہ اس کا منہ اور نہ اس میں حرکت ہے۔کیسے اُڑے گا اور کیسے چوں چوں کرے گا۔

اسی طرح ہمارے اندر وہ انڈہ ہے جو گوشت کے لوتھڑے کے اوپر ہے اس میں بھی کوئی حرکت نہیں، بس خاموش ہے۔اس مرغی کے انڈے میں اتنی طاقت ہے کہ اس کو چالیس روز تک گرمی نہ پہنچائی جائے تو زندہ رہ سکتا ہے اور اس قلب میں اتنی طاقت ہے کہ اگر چالیس سال تک اس کو گرمی نہ پہنچائیں تو وہ زندہ رہ سکتا ہے۔انڈے کو ظاہری گرمی دیتے ہیں۔تو چوزہ نکلتا ہے۔دل کو ''اللہ ھو'' کی گرمی کی ضرورت ہے یہ جو اللہ اللہ کرتے ہیں اللہ کے نام کی ضربیں لگاتے ہیں یہ اس کو گرمی

دیتے ہیں پھر یہ ''اللہ ھو'' کی گرمی سے پھٹ جاتا ہے۔ وہ انڈا جب گرمی سے پھٹتا ہے تو اس میں سے چوزہ نکلتا ہے اس کو کسی نے سکھایا نہیں وہ بغیر سیکھے چوں چوں کرتا ہے اور یہ انڈہ جسے بیضہء ناسوتی کہتے ہیں یہ پھٹنے پر بغیر سیکھے اللہ اللہ کرتا ہے۔ آدمی دیکھتا ہے کہ یہ میرے اندر اللہ اللہ کون کررہا ہے مگر اس کے قلب نے بے اختیار اللہ اللہ کرنا شروع کردیا۔

اب آدمی چاہتا ہے کہ پورے جسم میں اللہ اللہ سرایت کرجائے مگر جسم میں اللہ اللہ کیسے سرایت کرے گا۔ آپ ذکر خفی، ذکر جہر اور ذکر انفاس کریں۔ مگر وہ ذکر جو جسم کے اندر جاتا ہے۔ تمہارے دل کی دھڑکن ٹک ٹک کرتی ہے تو تمہارے خون کو دھکیل کر سارے جسم میں پھیلا دیتی ہے پھر وہ سالک اس دھڑکن کو اللہ اللہ کے ساتھ ملاتا ہے۔ اس کا کام اللہ اللہ کرنا اور آدمی کا کام اللہ اللہ کو دھڑکن کے ساتھ ملانا ہے۔ جب دھڑکن کے ساتھ اللہ اللہ مل جاتا ہے تو اس دھڑکن کے ساتھ پورے جسم میں سرایت کرجاتا ہے اور نس نس میں پہنچ جاتا ہے۔ اس وقت شاہ ولی اللہ فرماتے ہیں کہ تو ایک دفعہ اللہ کرے گا تجھے ساڑھے تین کروڑ اللہ اللہ کرنے کا ثواب ملے گا۔ پھر فرماتے ہیں کیسے ملے گا۔ تیرے اندر ساڑھے تین کروڑ نسیں ہیں۔ دل نے ایک دفعہ کہا اللہ اللہ کی ساڑھے تین کروڑ نسیں حرکت میں آگئیں۔

سلطان صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ پھر تجھے بہتر ہزار ظاہری قرآنوں کا ثواب بھی ملے گا، پھر فرماتے ہیں کیسے ملے گا۔ یہ تیرے جو مسام ہیں۔ یہ بہتر ہزار ہیں دل ایک دفعہ اللہ کہے گا۔ یہ بہتر ہزار آوازیں یہاں سے بھی نکلیں گی دل ایک گھنٹہ میں چھ ہزار دفعہ اللہ اللہ کرتا ہے اور چوبیس گھنٹوں میں سوا لاکھ سے بھی بڑھ جاتا ہے۔ پھر علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ''خدا بندے سے خود پوچھے بتا تیری رضا کیا ہے''۔

پہلے تم رات کو سوتے تھے اور خواب میں شیطانی محفلوں میں جاتے تھے وہ ''نفس'' یعنی شیطانی چیز ہر شخص کی آزاد ہے۔ اب تمہاری روحانی چیز آزاد ہے۔ یہ بھی طاقت ور ہوگئی۔ تم نے سوچا حضور پاک ﷺ کیا کررہے ہیں اِدھر تم نے سوچا اور یہ حضور پاک ﷺ کے قدموں میں پہنچ گئی۔ بلھے شاہ فرماتے ہیں۔

''لوکی پنج ویلے عاشق ہر ویلے لوکی مسیتی عاشق قدماں''

یعنی یہ لوگ جو پانچ وقت نماز پڑھتے ہیں ان کی انتہا مسجد ہی ہے۔ وہ زیادہ سے زیادہ یہ کریں گے کہ باجماعت ہوجائیں گے۔ لیکن وہ جو ہر وقت اللہ اللہ کرتے ہیں۔ ان کی انتہا حضور پاک ﷺ کے قدموں میں ہے اور وہ حضور پاک ﷺ کے قدموں تک پہنچ گئے اب سالک نے سوچا کہ چلیں دیکھیں کہ اوپر کیا ہورہا ہے۔ اس نے سوچا اور یہ چیز پرواز کرگئی۔ فرشتوں نے سوچا کہ شاید کوئی جن یا شیطان آرہا ہے انہوں نے منتر پڑھا۔ گرز مارے۔ کوئی اثر نہ ہوا۔ انہوں نے سوچا کہ جو چیز بھی ہے وہ بیت المعمور میں جل جائے گی وہاں سے آگے تو فرشتے بھی نہیں جاسکتے۔ یہ بیت

المعمور سے بھی آگے نکل گئی اور وہاں پہنچ گئی جہاں رب کی ذات ہے۔ اس وقت فرشتوں نے کہا کہ واقعی انسان اشرف المخلوقات ہے۔ پھر وقت آنے پر وہ شخص مر گیا۔ روح چاہے نیک ہے یا بد، دوزخی ہے یا بہشتی سب اوپر چلی جاتی ہیں۔ اور وہ چیز جسے چھوڑ گیا تھا یہ قبر میں بیٹھ جاتی ہے اور قبر میں بیٹھ کر ''اللہ اللہ'' کرتی ہے۔ نماز پڑھتی ہے اور لوگوں کو فیض پہنچاتی ہے۔

جب سب معراج آپ ﷺ موسیٰ علیہ السلام کی قبر سے گزرے تو دیکھا موسیٰ علیہ السلام نماز پڑھ رہے ہیں۔ آپ ﷺ جب اوپر پہنچے تو دیکھا موسیٰ علیہ السلام وہاں بھی موجود ہیں۔ یہاں کیا تھا؟ حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نو لوگوں نے ایک ہی وقت میں دعوت کی۔ آپ نے ایک ہی وقت میں نو لوگوں کی دعوت کھائی۔ یہ کیا تھا؟

مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ کو لوگوں نے کہا کہ ہم نے آپکو خانہ کعبہ میں دیکھا آپ نے فرمایا میں نہیں گیا۔ دوسرے نے کہا میں نے حضور پاک ﷺ کے روضے پر دیکھا، آپ نے فرمایا میں نہیں گیا۔ تیسرے نے کہا میں نے آپ کو حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روضے پر دیکھا فرمایا میں نہیں گیا تو پھر وہ کیا تھا؟ آپ بولے وہ میرا اندر تھا۔ تب حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ تمہارے اندر ایک جہان چھپا ہوا ہے تمہیں اس کی خبر ہی نہیں۔ ہر شخص کے اندر یہ چیزیں ہوتی ہیں۔ لیکن جب علم نہیں ہوتا تو یہ چیزیں ضائع ہو جاتی ہیں۔

اسی لئے علامہ اقبال فرماتے ہیں کہ اس نسل کے انڈے ہیں گندے۔ جب یہ گندے ہو گئے پھر ہزار ''اللہ ھُو'' کہو پھر بھی وہ چیز نہیں بنتی۔ یہ چیز جوانی میں ملتی ہے۔

جب بچہ نیکی کی طرف رجوع کرتا ہے۔ نماز، روزہ کرتا ہے ذکر کی محفلوں میں جاتا ہے۔ گھر والے، دوست سب ہی یہ کہتے ہیں کہ یہ بڈھوں کا کام ہے تو ابھی جوان ہے۔ جب داڑھی رکھتا ہے ذکر کی محفلوں میں جاتا ہے گھر والے ضرور کہتے ہیں کہ تو ابھی جوان ہے یہ تو بڈھے لوگوں کا کام ہے۔ پھر اس میں بھی یہ بات پیدا ہو جاتی ہے کہ میں ابھی جوان ہوں۔ شادی ہو گئی، بچے ہو گئے میں ابھی جوان ہوں۔ پھر بال سفید ہونگے تو سب سے پہلے بیوی کہے گی کہ تیرے بال سفید ہو گئے۔ وہ کہے گا کہ نزلے سے ہو گئے ویسے تو میں جوان ہوں۔ ادھر فرشتوں کو حکم ہوتا ہے کہ جب کوئی چالیس سال کا ہو جائے تو اس کے اعمال کی کتاب میرے پاس لے آنا۔ تاکہ میں اس کو نوازوں اب فرشتے اس کی کتاب لے کر جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ دیکھتا ہے تو اس میں لکھا ہوتا ہے کہ میں تو ابھی جوان ہوں۔ اب تو دینے کا وقت تھا اور اس نے کچھ نہیں کیا۔ اس لائن میں چالیس سال سے پہلے جو لوگ لگتے ہیں وہ دل کو تسبیح بنا لیتے ہیں۔ یہ خاص لائن ہے۔

''در جوانی توبہ کردن شیوہ پیغمبری''
''وقت پیری گرگ ظالم مے شود پرہیزگار''

جوانی میں دل کی دھڑکن کی وہ ٹک ٹک محسوس ہوتی ہے۔ وہ مادہ زندہ ہوتا ہے۔ وہ اس کے ساتھ اللہ اللہ میں لگ جاتا ہے۔ لیکن چالیس سال کے بعد کوئی خوش نصیب ایسا ہوگا جس کی یہ چیز زندہ ہوگی۔ ورنہ چالیس سال کے بعد وہ دل تسبیح نہیں بنتا۔ پھر وہ پتھر کی تسبیح لے کر بیٹھ جاتا ہے۔ چالیس سال کے بعد پھر اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ اس کی کتاب پھر لانا جب یہ ساٹھ سال کا ہو جائے۔ چالیس سال تک راہ خاص اور ساٹھ سال تک راہ عام ہوتی ہے۔ اگر ساٹھ سال تک بھی کچھ نہ کیا تو اللہ تعالیٰ اس شخص سے بیزار اور حضور پاک ﷺ اس کو امت سے خارج کر دیتے ہیں۔

اب ہمیں دین کی طلب ہوتی ہے تو ہم دھڑا دھڑ نمازیں پڑھتے ہیں۔ لیکن سب سے پہلے ہمیں اپنی نمازیں درست کرنی چاہیئں نماز میں تین شرائط ضروری ہیں۔ (1) زبان اقرار کرے (2) دل تصدیق کرے (3) جسم عمل کرے۔

قل ھواللہ کی بڑی اہمیت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضور پاک ﷺ سے کہا تھا کہہ دو کہ اللہ ایک ہے۔ حضور پاک ﷺ نے مسلمانوں کو کہا کہ اللہ ایک ہے۔ انہوں نے آمین کہا۔ اب ہم نماز پڑھتے ہیں۔ قل ھواللہ کس کو کہتے ہیں۔ ہم جو آہستہ آہستہ قل ھواللہ کہتے ہیں۔ ہم اپنے دل کو کہتے ہیں۔ کہہ اللہ ایک ہے وہ آگے سے جواب دیتا ہے کہ گھر وچ آٹا کوئی نہیں۔ اللہ الصمد، بیوی بیمار ہے، لم یلد۔ ڈیوٹی سے لیٹ ہو گیا۔ یعنی اس کے دل نے تصدیق ہی نہیں کی۔ اس کو مانا ہی نہیں۔ ایسی نماز قبول نہیں چاہے ساری عمر پڑھتے رہیں۔ اس کو نماز صورت کہتے ہیں۔ مجدد صاحب فرماتے ہیں کہ عام لوگوں کی نماز، نماز صورت ہے۔ حقیقت کی تلاش میں نکلو جب تک نمازِ حقیقت نہ ملے نماز صورت کو نہ چھوڑو۔ اب وہ نمازِ حقیقت کیا ہے؟

قرآن مجید میں فرماتا ہے:

فویل للمصلین ○ الذین ھم عن صلاتھم ساھون ○ الذین ھم یراءُن ○

ترجمہ: پس خرابی ہے ان نمازیوں کے لئے جو اپنی نماز (حقیقت) سے غافل ہیں۔ وہ جو دکھاوا کرتے ہیں۔

(سورۃ الماعون آیت 6-5-4)

اس کا مطلب نماز بھی ہے اور تباہی بھی۔ تباہی کیسے ہے۔ پانچ وقت نماز پڑھی لوگوں نے کہا نمازی ہے۔ رب فرماتا ہے نہ میں عملوں کو دیکھتا ہوں کہ جس کو رب دیکھتا ہے۔ اس میں آٹا، بیوی، بچے اور کاروبار ہے۔ جس کو دنیا دیکھتی ہے اس میں ہم اٹینشن (Attention) کھڑے ہیں۔ یہ نماز رب کے لئے تھی لیکن دل میں اب رب کا نام ونشان ہی نہیں ہے۔ اس میں تو دنیا ہے سو یہ نماز دکھاوا ہوئی، تو تباہی کیسے ہے؟ پانچ وقت کی نماز پڑھی لوگوں نے کہا بڑا اچھا آدمی ہے۔ پانچ وقت کا نمازی ہے تو اس کے دل میں تکبر پیدا ہو گیا۔ پھر لوگوں نے کہا بڑا تہجد گزار ہے اور عزت کی تو اور تکبر پیدا ہو گیا۔ بے نمازی کو بڑی حقارت سے دیکھا کہ یہ بے نمازی ہے میں اس سے اچھا ہوں کہ میں نماز پڑھتا ہوں۔ اب یہ پتہ نہیں کہ یہ تکبر عزازیل

(شیطان) کی راہ ہموار کر رہا ہے۔حدیث شریف میں ہے کہ جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر بھی تکبر ہوگا وہ جنت میں نہیں جائیگا۔

جب تم اپنی دھڑکنوں کو اللہ اللہ میں لگا لوگے۔تم کام کاج کروگے دل کہے گا اللہ اللہ۔نماز پڑھوگے دل کہے گا اللہ اللہ۔زبان کہے گی قل ھو اللہ احد دل کہے گا اللہ اللہ یعنی اللہ ایک ہے۔زبان کہے گی اللہ الصمد دل کہے گا اللہ اللہ زبان اقرار، دل تصدیق اور جسم عمل کرے گا اس وقت بھی لوگ کہیں گے کہ بڑا اچھا آدمی ہے۔پانچ وقت کا نمازی ہے۔اس وقت بھی تکبر آیا۔جب دل میں آیا تو اس وقت دھڑکن اللہ اللہ نے اس کو نکال دیا۔اس کا سینہ تکبر سے محفوظ رہا۔

اب نماز مومن کی معراج کیسے بنے گی؟ جس طرح اوپر بیت المعمور ہے اسی طرح تمہارا یہ خانہ کعبہ ہے جس طرح اوپر عرش معلےٰ ہے اسی طرح ہمارا یہ دل ہے جب بی.بی سی والے بولتے ہیں تو ہم یہاں سنتے ہیں۔جب دل یہاں ہلتا ہے تو عرش والے سنتے ہیں۔اس کا تار عرش معلےٰ سے ملا ہوا ہے اور یہ دل ہماری نماز کو عرش معلےٰ تک بھیجے گا تو یہ نماز مومن کی معراج ہے۔یہ نماز حقیقت ہے ہم کہتے ہیں جب تم نماز پڑھتے ہو۔سب کچھ کرتے ہو تو نماز حقیقت کی طرف جاؤ۔کچھ لوگ کہتے ہیں کہ سارے دن میں نماز پڑھتے ہیں۔اگر ساری زندگی ہی میں دو رکعتیں نماز حقیقت مل جائے تو پھر بھی کچھ بخشش کی امید ہے۔ان نمازوں کا کیا ہے۔یہ تو سب ہی پڑھ لیتے ہیں۔کئی ہندو اور سکھ آئے اور تمہاری امامت کر کے چلے گئے۔اگر یہ ہی نمازیں بخشش کا ذریعہ ہیں تو پھر وہ بھی بخشے گئے۔اللہ تعالیٰ سے بات کرنے کیلئے رب نے ہمارے اندر ٹیلی فون لگا رکھا ہے۔اگر بات کرنا چاہو تو صاف کر لینا۔حدیث شریف میں ہے:

من صلی رکعتین لم یحدث نفسہ غفرلہ ما تقدم من ذنبہ

ترجمہ: جس نے دو رکعت ادا کی ان میں دنیا کی کوئی بات دل میں نہ لایا اس کے سابقہ تمام گناہ معاف کر دیئے گئے۔

حصہ دوم

بسم اللہ الرحمٰن الرّحیم

اعمال، ایمان، عشق

پہلے اعمال ہیں، پھراس کے بعد ایمان ہے۔ اعمال اور چیز ہیں ایمان اور چیز ہے۔ بس دل کے ساتھ جو اعمال ہوں گے وہی اعمال صالح ہیں اوراس کے بغیر جو اعمال ہیں وہ رسم، ریاء اور لالچ جنت سے متعلقہ ہیں۔ ایمان کے بعد پھر عشق ہے، پھر جب عشق آتا ہے تواس میں ایمان بھی آجاتا ہے اور اعمال بھی۔ عام لوگوں کا اعمال سے، مومنوں کا ایمان سے اور ولیوں کا عشق سے تعلق ہے۔ عشق کا درجہ اعمال اور ایمان سے آگے ہے۔ تب ہی تو سلطان باھوؒ فرماتے ہیں؛ جس منزل نوں عشق پہنچاوے ایمان نوں خبر نہ کوئی ھو

بعض ولیوں کی باتیں ایسی ہوتی ہیں اگر آدمی پوچھے نہیں تو پریشان ہوجاتا ہے۔ سلطان باھوؒ نے ایک جگہ فرمایا کہ جبس دم بڑی اچھی چیز ہے۔ سالک کو جبس دم کرنا چاہیئے۔ دوسری جگہ فرمایا کہ جبس دم بے کار ہے۔ ایک آدمی متنفر ہوجاتا ہے کہ دو باتیں کیوں کرتے ہیں لیکن جبس دم اس وقت صحیح ہے جب سالک مبتدی ہو اس کے دل کی دھڑکن ابھارنے کیلئے جبس دم درست ہے۔ جب سالک منتہی ہوجائے اس کے لئے جبس دم بیکار ہوجاتا ہے۔ منتہی سے مراد وہ سالک ہے جس کا قلب جاری ہوجائے اوراس کے دل کی دھڑکن میں اللہ اللہ شروع ہوجائے۔

ذاکرین کئی قسم کے ہوتے ہیں۔ کوئی نظر سے چلتا ہے، کوئی قلب سے، کوئی کسب سے۔ وہ جو نظر والے ہوتے ہیں ان کو شروع میں نظر سے چلایا جاتا ہے اس میں ان کا اپنا کوئی اختیار نہیں ہوتا پھر جب نظر ہٹالی جاتی ہے کہ اب یہ خود چلیں کسب کے ذریعے۔ جب تک نظر تھی ان کا ہر وقت سلسلہ جاری رہا، جب نظر ہٹی اب وہ کسب کے ذریعے چل رہے ہیں۔ مزہ تو تب ہی ہے جب کسب کے ذریعے وہاں تک پہنچے۔

نوافل کا مطلب یہ ہے کہ جو اضافی نمازیں ہیں وہ اضافی چیز جیسے نفلی روزہ، جو روزے رمضان کے علاوہ رکھیں گے وہ نفلی کہلائیں گے۔ اسی طرح آپ کی جو عبادت ہے وہ پانچ ہزار کا ذکر ہے اس سے جو زیادہ کریں گے وہ نوافل کہلائیں گے۔ اب یہ ذکر ایسا ہے کہ جیسے آپ اضافی نمازیں پڑھیں گے وہ نوافل کہلائیں گے۔ لیکن نماز تو ہر وقت نہیں پڑھ سکتے نا! سوتے وقت نہیں پڑھ سکتے۔ لیکن یہ جو ذکر ہے یہ سوتے میں بھی کر سکتے ہیں، ہر وقت کر سکتے ہیں۔ عبادت تو وہ ہے جو ہر وقت ہو، یہ پانچ ہزار کے علاوہ ہے۔ وہ تمہارے لئے اضافی ہے۔ پانچ ہزار تم پر فرض ہے، اس کے بعد نوافل ہیں۔

علماء نے اس کی تشریح یوں کی ہے کہ آدمی بس نماز کے نوافل پڑھتا رہے۔ علماء نے ہم سب کو الجھا دیا۔ قرآن پاک

میں ہے:

فاذاقضیتم الصلوۃ فاذکرواللہ قیاما و قعوداوعلی جنوبکمO

پس جب تم اپنی نمازوں سے فارغ ہوجاؤ تو اللہ کا ذکر کرو کھڑے، بیٹھے حتیٰ کہ کروٹوں کے بل بھی۔(سورۃ النساء آیت نمبر 103)

شروع شروع میں ایک عالم نے بتایا کہ اس کا مقصد یہ ہے کہ جب تم نماز پوری پڑھ لوتو اس کے بعد ذکر میں مشغول ہوجاؤ، اب ذکر کونسا ہو؟ مسجد سے باہر نکلو تو یہ دعا پڑھ لو، جب اٹھو تو یہ دعا پڑھ لو۔ اس عالم نے یہ کہا اور ہر وقت کے ذکر کو مانا ہی نہیں۔ دوسرے عالم سے اس آیت کا مطلب پوچھا اس نے کہا کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ جب تماری کوئی نماز قضاء ہوجائے تو ذکر کرو اس نے کہا نہ ہم نمازیں قضا کرتے ہیں اور نہ ذکر میں جاتے ہیں۔تو اس طرح انہوں نے معنی میں تبدیلی کردی ہے۔اس لئے قرآن مجید میں ایک آیت اتری ہے کہ

فسئلو اهل الذکران کنتم لا تعلمون O (القرآن)

''جب تم کسی معاملے میں پریشان ہوجاؤ تو ذکر کرنے والوں سے پوچھ لینا''(سورۃ الانبیاء آیت نمبر 7۔سورۃ النحل آیت نمبر 43)

کیونکہ ذکر اسی کو عطا ہوتا ہے جس کو رب چاہتا ہے۔ذکر رب کی مرضی کے بغیر عطا نہیں ہوتا۔باقی علوم ہر مکتب کا آدمی سیکھ سکتا ہے۔لیکن یہ ذکر ہر کسی کے لئے نہیں۔ جسے اللہ چاہتا ہے عطا ہوتا ہے۔

ظاہری مرشد

اگر تمہارا ظاہری مرشد ہوتا تو تم کو اتنا فیض نہیں ہوتا۔ہم بھی تمہیں ظاہری تسبیحوں اور ورد و وظائف میں لگاتے۔یہ تو باطنی مرشدوں کا کمال ہے کہ آج جیسا بھی ہے اس کا قلب چل پڑتا ہے۔ہمیں جو فیض ہوا وہ ''بری امام سرکارؒ'' سے ہوا۔ انہوں نے پھر ''داتا صاحبؒ'' اور انہوں نے پھر ''سلطان باھوؒ'' نے پھر قلندر پاکؒ کے پاس بھیجا......ادھر سے بھی فیض ہوتا رہا۔لیکن جب ہم قلندر پاکؒ کے پاس تھے اس وقت تک ہمیں کسی نے بیعت نہیں کیا تھا۔تم نے تریاقِ قلب میں پڑھا ہوگا کہ

مرشد بھی اب تک سامنے آیا نہیں

ان لوگوں سے فیض ملتا رہا لیکن کسی نے بیعت نہیں کیا تھا۔اس وقت یہی دل میں تمنا تھی کہ کوئی بیعت تو کرے۔ یہ اسی طرح فیض پہنچا رہے ہیں پھر قلندر پاکؒ نے حضور پاک ﷺ کے حوالے کیا تو حضور ﷺ نے ہمیں بیعت کیا ہے۔

کیونکہ ہمارا ایمان ہے کہ آپ ﷺ حیات النبی ہیں۔اگر آپ ﷺ حیات النبی ہیں تو ہمارے لئے باعث شرم ہے کہ ہم کہیں اور جا کر بیعت ہوں۔ہم نے مانا کہ بیعت کے بغیر فیض نہیں ہوتا اگر فیض ہوتا ہے تو پھر بیعت ہو چکی ہو گی۔

ایک سلسلہ اویسیہ ہوتا ہے۔یہ کبھی کبھی آتا ہے۔یہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے چلا آ رہا ہے،جبکہ وہ حضور پاک ﷺ سے ملے بھی نہیں ہیں۔لیکن ان کو باطن کا فیض ہے۔حضور پاک ﷺ سے جب باطنی فیض تھا تو ان کا مرشد کون تھا؟حضور پاک ﷺ ہی تھے۔باطنی فیض بڑا زبردست ہوتا ہے۔اور کسی صحابی نے اپنے دانت نہیں توڑے مگر اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے توڑ دیئے تھے کیونکہ باطنی فیض عشق مین روحوں اور قلبوں کو تڑپا دیتا ہے۔

اس کے بعد حضرت ابوبکر حواریؒ جن کو باطن میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیعت کیا اور حضرت بایزید بسطامیؒ کو باطن میں حضرت امام جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیعت کیا اور اس کے بعد امام غزالیؒ کو باطن میں حضرت بایزید بسطامیؒ نے بیعت کیا۔

سخی سلطان باھوؒ کو بچپن سے ہی مختلف اولیاء سے فیض ہوتا رہا بعد میں والدہ کے اصرار پر حضرت عبدالرحمٰن سے بیعت ہوئے مگر آخر میں حضور پاک ﷺ نے بیعت کر لیا۔آپؒ فرماتے ہیں کہ

دست بیعت کرد مارا مصطفےٰ ﷺ

اب فقیر نور محمد سروری قادریؒ ہیں جن کو سلطان باھوؒ نے باطنی بیعت کیا۔پھر لوگ یہ کہتے ہیں کہ یہ تو ان کیلئے ہے جب ان کے لئے ہے تو سب کے لئے ہے اور ان کے لئے نہیں تو کسی کے لئے نہیں۔یہ سلسلہ اویسیہ ہوتا ہے۔اس میں کسی ظاہری مرشد کی ضرورت نہیں ہوتی یہ بلا واسطہ حضور پاک ﷺ کی محفل تک پہنچاتا ہے اور یہ سلسلہ قیامت تک رہے گا۔حضرت امام مہدی علیہ السلام بھی اسی سلسلے سے ہونگے۔

حضرت بہاؤالدین نقشبندؒ ہر وقت اللہ اللہ میں رہتے تھے۔انہوں نے شادی کر لی اور دو تین دن شادی میں مصروف رہے۔ان کے دور میں ایک بزرگ اور تھے،ان کے دوست اور ہم پلہ بھی تھے۔جب وہ دربارِ رسالت ﷺ میں گئے وہاں ان سے پوچھا گیا کہ بہاؤالدینؒ زندہ ہے کہ مر گیا؟ کیونکہ اس
کی آواز پہلے یہاں گونجا کرتی تھی۔انہوں نے آ کر بہاؤالدین نقشبندؒ سے پوچھا کہ مجھے دربار رسالت ﷺ میں ایسا واقعہ پیش آیا ہے۔آپؒ رو دیئے اور بتایا کہ مجھے تین دن ہوئے ذکر سے محروم ہو گیا۔انہوں نے کہا کہ شاید وہ مر گیا۔اسی وقت انہوں نے بیوی کو حق مہر دے کر طلاق دیدی۔اس کا مقصد یہ تھا کہ ادھر ذکر چھوڑا تو رب کی طرف سے پوچھ ہوئی کہ وہ بندہ کدھر گیا۔

ذکرفکر کی راہ میں چلتے ہوئے ایک اسٹیج ایسا بھی آتا ہے کہ جب ذکر پختہ ہوجاتا ہے تو پھر بند نہیں ہوتا۔ بس یہ قسمت ہوتی ہے کہ اللہ کسی کا ذکر بہتر ہزار کردے یا کسی کا سوالا کھ تک کر دیتا ہے اور جو سوالا کھ کا ذاکر ہے اس کا ذکر کبھی بند نہیں ہوتا اور جو بہتر ہزار کا ذاکر ہے اس کا ذکر بند بھی ہوتا رہتا ہے۔ اب تم سوچتے ہو کہ کیا وجہ ہے کہ میرا ذکر بہتر ہزار پر روک دیا سوالا کھ نہیں کیا جبکہ میرا قلب بھی زندہ ہے۔ چونکہ سوالا کھ میں اسکا درجہ آگے چلا جاتا ہے ہوسکتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو اتنا ہی دینا چاہے۔ اس لائن میں چلنے والوں کو اللہ تعالیٰ آزماتا بھی ہے اور اس کو پکا کرتا ہے۔ عشق کی بھٹی میں ڈالتا ہے اور اس کو تکلیفیں دیتا ہے پھر اس کو پارس بنا کر دنیا میں بھیج دیتا ہے۔ پھر دنیا اس کو بجا بجا کر دیکھتی ہے۔

ذکر کی قسمیں

ذکر کئی قسم کا ہوتا ہے۔ ایک قسم پاس انفاس ہے، جس میں سانس اندر لیا تو کہا ''اللہ'' باہر نکالا تو ''ھو'' پڑھتے ہیں۔ اس میں اگر کامیاب ہو بھی گئے اور چوبیس گھنٹے کرنے لگ گئے تو چوبیس گھنٹے میں چوبیس ہزار سانس آتے ہیں اور پاس انفاس کی وجہ سے اس کا ہر سانس تیز ہوجاتا ہے تو آپ چوبیس ہزار سے پچیس ہزار تک ذکر پاس انفاس کر سکتے ہیں۔

دوسرا ہے ذکر جہر وہ آپ کام کاج میں تو نہیں کر سکتے، سوتے میں بھی نہیں کر سکتے۔ صرف مخصوص وقت میں تھوڑی دیر کے لئے کر سکتے ہیں۔ اس میں ذکر بلند آواز سے کیا جاتا ہے۔

تیسرا ہے ذکر خفی۔ وہ یہ ہے کہ آپ دھیان دیں گے تو ہوگا اور دھیان آگے پیچھے ہوگا تو ذکر نہیں ہوگا۔

ایک ذکر تسبیح کا ہے جو آپ تسبیح سے کریں گے۔ لیکن تسبیح رکھ دی تو ذکر ختم، اگر آپ کام کاج کر رہے ہیں تو تسبیح کا ذکر ختم ہوجائیگا۔

یہ تمام اذکار عمل میں ہیں۔ ان سب میں فضیلت ذکر پاس انفاس کو ہے۔ یہ سب ایسے عمل ہیں اگر آپ کو کہا جائے تو آپ یہ ذکر کرلیں گے یہ آپ کے اختیار میں ہیں۔

لیکن ایک ذکر ایسا بھی ہوتا ہے اگر آپ کو کہا جائے تو آپ نہیں کر سکیں گے۔ کیونکہ وہ عمل نہیں ہے بلکہ وہ رب کی عطاء ہے۔ اسی ذکر کے لئے جگہ جگہ جانا پڑتا ہے۔ اگر آدمی سارے کام خود کرسکتا ہے تو کیا ضرورت ہے جگہ جگہ جانے کی؟ اگر آپ نماز خود پڑھ سکتے ہیں تو بغیر پیرومرشد کے بھی نماز پڑھ سکتے ہیں۔ لوگ تہجد تک بھی ادا کرتے ہیں۔ وہ ذکر پھر کونسا ہے؟ اگر میں کہوں کہ آپ اپنے دل کی دھڑکن کے ساتھ اللہ اللہ ملالیں، آپ کہیں گے کہ بڑا ہی مشکل ہے۔ یہ عمل نہیں ہے بلکہ یہ رب کی عطاء ہے، رب چاہے گا تو یہ ذکر ملے گا ورنہ کسی صورت میں بندہ دل کی دھڑکن کے ساتھ اللہ اللہ نہیں کرسکتا۔

جب یہ ذکر دل کی دھڑکن کے ساتھ ملے گا تو سائنس کہتی ہے کہ انسانی دل ایک گھنٹہ میں چھ ہزار مرتبہ تک دھڑک سکتا ہے۔ جب اس میں اللہ اللہ مل جائیگی تو ایک گھنٹہ میں چھ ہزار مرتبہ اللہ اللہ کرلیا۔ اسی طرح چوبیس گھنٹہ میں آدمی سوا لاکھ کے ذکر سے بھی بڑھ جائے گا۔ اب اس ذکر کے مقابلے میں پاس انفاس کا ذکر کیا ہے۔ وہ چوبیس گھنٹے میں پچیس ہزار کی تعداد ہے اور یہ سوا لاکھ سے بھی آگے ہوجاتا ہے۔ وہ ذکر انفاس تمہارے پھیپھڑوں کی صفائی کرے گا اور عبادت کے مرتبہ تک پہنچائے گا، لیکن یہ ذکر قلبی روحانیت کا مرتبہ عطا کرتا ہے جب یہ تمہارے دل کی دھڑکن میں مل جائیگا تو دھڑکن کا کام ہے خون کو دھکیلنا، یہ دل سے خون دھکیل کر پورے جسم میں پہنچا دیتی ہے۔ اب دھڑکن کے ساتھ اللہ اللہ مل گئی اور اس طرح ذکر نس نس میں پہنچ گیا تو اس وقت شاہ ولی اللہؒ فرماتے ہیں کہ ایک ''اللہ'' کہے گا تو تجھے ساڑھے تین کروڑ اللہ اللہ کا ثواب ملے گا، وہ کیسے؟ فرماتے ہیں کہ تیرے جسم میں ساڑھے تین کروڑ نسیں ہیں۔ دل نے ایک دفعہ کہا اللہ ساڑھے تین کروڑ نسیں حرکت میں آئیں اور اللہ اللہ وہاں بھی گونجی۔ پھر سخی سلطان باھوؒ فرماتے ہیں کہ تجھے بہتر ہزار ظاہری قرآن پڑھنے کا ثواب اور بھی ملے گا وہ کیسے؟ تیرے جسم میں بہتر ہزار مسام ہیں۔ دل ایک دفعہ کہے گا ''اللہ'' مساموں سے بھی آواز باہر آئے گی۔ ایک دفعہ ذکر قلبی کرنے سے اتنا بڑا ثواب، جبکہ ایک گھنٹہ میں چھ ہزار اور چوبیس میں سوا لاکھ سے بھی بڑھ جاتا ہے۔ تب علامہ اقبالؒ نے فرمایا!

خدا بندے سے خود پوچھے بتا تیری رضا کیا ہے

یہ ہے ذکر قلبی۔ اب کہیں سے بھی تم کو عطا ہو جائے، کسی ولی سے ہو جائے، کسی درویش سے مل جائے، تمہیں تو یہ چیز چاہیئے۔ یہ ذکر ایسا ہے کہ باقی ذکر کرو تو رات کو سوتے میں بند ہوجائیں گے لیکن یہ ذکر قلبی ایسا ہے کہ رات سوتے میں بھی بند نہیں ہوگا اور اگر تم نے یہ چاہا کہ میں اسے بند کروں لیکن وہ تو ٹک ٹک کے ساتھ مل گیا ہے دھڑکن تو بند نہیں ہو سکتی، یہ ایسا ذکر ہے۔

اب عبادت کا مطلب ہے نفس کو پاک اور قلب کو صاف کرنا، یہی اسکا مقصد ہے۔ اب ظاہری عبادت سے تم نہ نفس پاک کرسکتے ہو اور نہ قلب صاف کرسکتے ہو۔ چاہے ساری عمر لگے رہو بیکار ہے۔

لیکن جب ذکر قلبی نس نس میں جائے گا تو تمہارا نفس جو مقام ناف میں ہے اس کو ہوا کے ذریعے غذا ملتی ہے اور ہم اناج کھاتے ہیں اس کے ذریعے اسے ناری غذا ملتی ہے۔ اب جب اس کو ناری غذا پہنچتی ہے تو تمہاری نس نس کی اللہ اللہ اس ناری غذا کو جلا دیتی ہے۔ جب ناری غذا جل جاتی ہے تو وہ بھوکا رہ جاتا ہے۔ یہ ایک مخلوق ہے اس کی کُتے کی طرح شکل ہوتی ہے پھر یہ دوسری مخلوق یعنی قلب کو کہتا ہے کہ میں مر رہا ہوں مجھے غذا دو۔ وہ اس کو تھوڑا سا نور دیتے ہیں اور اس نے موت سے

بچنے کے لئے نور حاصل کیا دوسرے دن پھر کہتا ہے تھوڑی اور غذا دو وہ پھر اسے نور دے دیتے ہیں۔ تیسرے دن پھر کہتا ہے تھوڑی اور غذا دو وہ پھر اسے نور دیتے ہیں۔ پھر کہتے ہیں پہلے کلمہ پڑھ پھر غذا دیں گے اب وہ مرنے سے بچنے کیلئے کلمہ پڑھتا گیا۔ اب کہتے ہیں کہ کلمہ پڑھتا رہ اسی کا نور تیری غذا بنتا رہے گا۔ اب وہ زندہ رہنے کے لئے کلمہ پڑھتا رہتا ہے۔ بعض ذاکر کہتے ہیں کہ ہمیں مقام ناف سے بھی کلمہ پڑھنے کی آواز آتی ہے۔ اس کی وجہ ہے کہ نفس مجبوری سے کلمہ پڑھ رہا ہے ابھی مسلمان نہیں ہوا لیکن کلمہ کی تاثیر سے کچھ دنوں میں کیا ہوتا ہے کہ وہ کالے سے سفید ہو جاتا ہے پھر بیل یا اونٹ کی شکل مین تبدیل ہو جاتا ہے۔ پھر وہ بکرے کی صورت میں آتا ہے۔ بکرے کے بعد وہ تمہاری شکل اختیار کر لیتا ہے۔ پھر حضور ﷺ کی محفل میں لے جایا جاتا ہے۔ اس وقت حاضرین اور حضور پاک ﷺ عش عش کرتے ہیں کہ ایک کُتے کو پاک صاف کر کے انسان بنا کر لایا ہے۔ آفرین ہے ایسے مرشد پر جس نے کُتے کو انسان بنا دیا۔

ذکرِ قلبی کی اجازت

کچھ لوگ کہتے ہیں کہ اللہ ھو کا ذکر جلا دیتا ہے اور کچھ لوگوں سے یہ بھی سنا ہے کہ وہ اللہ ھو کا ذکر کرتے ہیں کچھ کہتے ہیں کہ جلا دیتا ہے، پاگل کر دیتا ہے۔ لیکن بہت سے لوگ اللہ ھو کا ذکر کر رہے ہیں انہیں کچھ نہیں ہوتا؟ آخر راز کیا ہے؟ کبھی سوچا! یہ ہے ذکرِ قلبی، اسے بغیر اجازت کے نہیں کیا جا سکتا۔ آپ سارے اسماء کے ذکر بغیر اجازت کے کر سکتے ہیں لیکن اسم اللہ ذات کا ذکر بغیر اجازت کے نہیں کر سکتے۔ آپ تہجد کی نماز پڑھ رہے ہیں لیکن شیطان ایک طرف کونے میں کھڑا ہنس رہا ہوتا ہے۔ کیونکہ وہ کہتا ہے اس کا دل تو میرے ہاتھ میں ہے۔ جب چاہوں گا موڑ دوں گا۔ اور ایک دن آپ کو شکایت ہوئی کہ میں پنج گانہ نمازی تھا، تہجد گزار تھا مجھے پتہ نہیں کیا ہو گیا ہے اب فرض نماز بھی نہیں پڑھ سکتا۔ یہ سب اس لئے ہوا کہ شیطان نے تمہارا دل موڑ دیا ہے لیکن جب تم دل کی عبادت کرنے لگو گے تو تم چاہو گے کہ یہ اللہ ھو کا ذکر تمہارے دل میں چلا جائے۔

اب شیطان سوچتا ہے کہ اگر اللہ ھو کا ذکر اس کے دل میں چلا گیا تو میرا ہاتھ کدھر پڑے گا کیونکہ نور سے شیطان جلتا ہے۔ اس کے پاس ہندو فوج ہے ان کو حکم دیتا ہے جاؤ اس کو برباد کرو، تباہ کرو، کچھ بھی کرو لیکن اللہ ھو نہ کرنے دو تا کہ اللہ ھو اس کے اندر نہ جائے۔ سب سے پہلے وہ شیطان تمہارے گھروں میں گھسے گا اور تمہارے گھر والے یہ سنیں گے کہ یہ اللہ ھو کا ذکر کرتا ہے تو وہ تمہارے خلاف ہو جائیں گے، ڈرائیں گے اور جب شیطان اس میں کامیاب نہ ہوا تو یہ شیطان پھر کسی مولوی میں گھس جائے گا پھر وہ مولوی تمہیں ڈرائے گا کہ اللہ ھو میں لگ گئے تو تباہ ہو جاؤ گے جب اس پر بھی باز نہ آئے تو شیطان کی فوج تمہارے کاروبار خراب کرے گی۔ اس پر بھی باز نہ آئے تو پھر وہ تم کو پاگل کر جائیں گے۔ لوگ کہیں گے کہ یہ اللہ ھو کرتا

تھا پاگل ہوگیا لیکن اگر آپ نے ذکر قلب کی باقاعدہ اجازت کسی کامل سے حاصل کی ہے تو جہاں سے آپ کو ذکر عطاء ہوگا ان کو اللہ تعالیٰ کی جانب سے ایک رحمانی فوج عطا ہوگی۔ شیطانی فوج جب تم پر حملہ کرے گی تو رحمانی فوج اس پر ٹوٹ پڑے گی وہ آپس میں مقابلہ کرتے رہیں گے اور آپ اللہ ھو میں کامیاب ہو جائیں گے۔ اس طرح اگر کوئی شخص اجازت میں کمزور ہو تو وہ اللہ ھو میں کامیاب نہیں ہوسکتا۔

اب یہ ذکر ہر کسی کو عطا نہیں ہوتا۔ پہلے حضور پاک ﷺ کو عطا ہوا پھر نو اصحاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پھر بارہ اماموں کو عطا ہوا، پھر غوث پاکؓ کو عطا ہوا، اب قلب کی کنجی غوث پاکؓ کے پاس ہے۔

آپ کو ذکرِ قلب خواہ خواب کے ذریعے مل جائے یہی سمجھیں کہ غوث پاکؓ کی جانب سے عطاء ہوا ہے۔ یہ اسم اس وقت غوث پاکؓ کے پاس ہے جب تک امام مہدیؑ نہیں آ جاتے۔ اور جس کو ذکرِ قلب عطا ہوتا ہے وہ شخص حضور غوث پاکؓ کے داخلی مریدوں میں ہو جاتا ہے۔ یہ اس شخص کو نہیں عطا ہوتا جو غوث پاکؓ کو نہیں مانتا یا جس کی حرام مال سے پرورش ہوئی ہو یا دیوبندی ہو۔ اور گستاخان رسول بھی اس سے محروم رہتے ہیں۔ یہ انہیں ملتا ہے جو حضور پاکؐ سے محبت رکھنے والے ہیں۔

بہرحال یہ ذکر کر کے دیکھو اس سے تمہارا سینہ کھل جائے گا اگر اللہ نے چاہا اور سلسلہ چل پڑا تو سمجھنا کہ رب مہربان ہوگیا ہے ورنہ کوئی اور طریقہ ڈھونڈ لینا۔ لیکن طریقہ یہی ہے کہ دل کی دھڑکن کے ساتھ اللہ اللہ مل جائے۔ بس ذکر میں اسی کو فضیلت ہے آدھی رات کے بعد آسمان سے فرشتوں کی ایک خاص جماعت آتی ہے اور کراماً کاتبین سے ہر شخص کے بارے میں پوچھتے ہیں کہ رات کو سوتے وقت اس کا آخری عمل کیا تھا۔ وہ کہتے ہیں کہ بھوکے کو کھانا کھلا کر سویا تھا فرشتے کہتے ہیں اللہ اس کو خوش رکھے۔ دوسرے کے متعلق پوچھتے ہیں یہ کیا کر کے سویا تھا وہ جواب دیتے ہیں کہ عشاء کی نماز پڑھ کر سویا تھا فرشتے کہتے ہیں اللہ اسے بھی خوش رکھے۔ تیسرے شخص کے بارے میں پوچھتے ہیں یہ کیا کر کے سویا تھا وہ کہتے ہیں کہ یہ آیت الکرسی پڑھ کے سویا تھا، فرشتے کہتے ہیں کہ آیت الکرسی کی لاج رکھنا اور اس کی حفاظت کرنا۔ پھر چوتھے شخص کے بارے میں پوچھتے ہیں یہ کیا کر کے سویا تھا؟ وہ کہتے ہیں کہ یہ اللہ ھو، اللہ ھو پڑھتے اسی کے تصور میں سو گیا تھا۔ فرشتے کہتے ہیں کہ شاید اسی کی یاد میں آنکھ لگ گئی ہو، آہستہ بات کرو۔

یہ فضیلت ہے ان لوگوں کی جو دل سے اللہ کا ذکر کرتے ہیں۔ ہم تو بس یہی کہتے ہیں کہ اپنے دل میں اللہ اللہ بسا لو۔ باقی کام کاج بھی کرو، نماز بھی پڑھو، سب کچھ کرو لیکن یہ جو تمہارے دل کی دھڑکنیں خالی جا رہی ہیں اس میں بھی اللہ بسا لو تو حرج کیا ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ جس کی زبان پر مرتے دم کلمہ طیبہ ہوگا وہ بغیر حساب کتاب کے جنت میں داخل ہوگا۔ لیکن آپ نے دیکھا ہوگا کہ زیادہ تر مرنے سے پہلے زبان بند ہو جاتی ہے، کلمہ کیسے پڑھے گا۔ کوئی لاکھوں میں ایک آدھ

ہوتا ہے جو کلمہ پڑھتے پڑھتے اس دنیا سے رخصت ہو جاتا ہے۔ اکثر کی زبان بند ہو جاتی ہے لیکن وہ لوگ جن کے دل کی دھڑکنیں اللہ اللہ کر رہی تھیں، مر بھی رہے تھے اور کلمہ بھی پڑھ رہے تھے۔ حتیٰ کہ مر بھی گئے اور ڈیڑھ سیکنڈ تک اللہ اللہ کرتے رہے۔ جبکہ دل کی زبان کو ظاہری زبان سے ستر گنا فضیلت ہے۔ سلطان باھوؒ فرماتے ہیں کہ تو ساری عمر لگا رہے مگر مرنے سے تھوڑی دیر قبل اسم ذات نصیب ہو جائے تو خوش نصیب ہے۔ جائے گا تو ایمان کے ساتھ جائے گا۔ اسی لئے غوث پاکؓ نے فرمایا کہ میرا مرید ایمان کے بغیر نہیں جائیگا۔ آپؓ نے ستر دفعہ اللہ تعالیٰ سے وعدہ لیا اور آپؓ نے فرمایا کہ ''میرا مرید وہی ہوگا جو ذاکر ہوگا اور فرمایا میں ذاکر اسی کو مانتا ہوں جس کا دل اللہ اللہ کرے اور وہی میرا مرید ہے جسے کوئی خوف وڈر نہیں'' (مزید تفصیل کتاب ''اعجاز غوثیہ میں منقول ہے۔)

جب اسم اللہ ذات سے آپ کا ذکر چل جائے تو آپ کے ورد و وظائف میں خود ہی کمی آجائے گی۔ اس کے علاوہ جب آپ کو اللہ اللہ کی لذت آرہی ہے اور آپ ورد و وظائف میں لگ جائیں تو ذکر میں کمی ہو جائے گی، آپ اسے خود بخود محسوس کر لیں گے۔ اس لئے اسم اللہ ذات مل جائے تو سب ورد و وظائف چھوڑ دو، اگر اسم ذات نہ ملے تو ورد و وظائف جاری ہی ہیں۔ اگر ذکر قلبی مل جائے تو اس طرح ورد و وظائف کی ضرورت نہیں پڑتی، کیونکہ قلب کا درجہ زبان سے ستر گنا زیادہ ہے۔ آپ ستر گھنٹے وظیفہ پڑھتے رہیں، لیکن آپ ایک گھنٹہ دل سے اللہ اللہ کر لیں ستر گھنٹے ورد و وظائف سے بھی اس کو فضیلت حاصل ہے۔ زبانی عبادات میں سب سے افضل درود شریف ہے۔ لیکن جب ذکر عطا ہو جاتا ہے تو درود شریف اس کا وسیلہ بن جاتا ہے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین فرماتے ہیں جب ہمیں کوئی مصیبت آتی تو ہم درود شریف پڑھتے۔ باقی وقت وہ کیا کرتے تھے، بس ہر وقت اللہ اللہ کرتے تھے۔ اب لوگ کہتے ہیں ہم تو وہ کام کرتے ہیں جو اللہ کرتا ہے۔ اس کے علاوہ ہم کچھ نہیں کریں گے۔ وہ کیا کہتے ہیں؟ ہم درود شریف پڑھتے ہیں، اللہ بھی پڑھتا ہے لیکن درود شریف کا فائدہ تو اس وقت ہوگا جب تمہارے دل میں اترے گا۔ اس لئے دل کی صفائی کے لئے پہلے تمہیں ذکر قلبی کرنا پڑے گا۔

خانہ کعبہ

بعض ولی ہوتے ہیں کہ کسی کے دل میں خانہ کعبہ بس جاتا ہے۔ کسی کے دل میں اسم اللہ ذات، کسی کے دل میں حضور پاک ﷺ کا روضہ بس جاتا ہے۔ ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ مجدد الف ثانیؒ نے دیکھا کہ باطنی مخلوقات جنات وغیرہ انہیں سجدہ کر رہے ہیں، پریشان ہوئے کہ انسان کو سجدہ جائز ہی نہیں۔ سجدہ تو اللہ کو ہوتا ہے۔ غیب سے آواز آئی یہ سجدہ تمہیں نہیں

بلکہ تمہارے دل میں جو خانہ کعبہ بس گیا ہے اسے سجدہ کر رہے ہیں۔ وہ خانہ کعبہ جس کی بنیاد حضرت ابراہیمؑ نے رکھی اور یہ خانہ کعبہ جو دل میں بس جاتا ہے اس کی بنیاد خود اللہ تعالیٰ رکھتا ہے۔ اسی لئے اِس خانہ کعبہ کو اُس کعبہ سے فضیلت ہے۔ بعض لوگ درود شریف پڑھتے ہیں کچھ دنوں کے بعد چھوڑ دیتے ہیں کہتے ہیں ہمیں تو فیض ہی نہیں ہوتا۔ فیض تو تب ہوگا جب تمہارا دل منور ہوگا۔

بعض لوگ اسم اعظم کا ذکر کرتے ہیں تھک جاتے ہیں تو کہتے ہیں کہ پتہ نہیں اسم اعظم کس میں ہے، کچھ اثر ہی نہیں ہوتا۔ لیکن یہ پتہ نہیں کہ اسمِ اعظم اس وقت اثر دکھاتا ہے جب جسم اعظم ہو جائے، جب تمہارے پورے جسم کی نس نس میں اللہ اللہ بس جائے گا تو جسم اعظم ہو جائے گا۔ پھر اللہ بھی اسمِ اعظم اور یا رحمٰن بھی اسم اعظم۔ حتیٰ کہ قرآن مجید کی ہر آیت میں اسمِ اعظم دکھائی دے گا۔

عبادت کی قسمیں

عبادت کے اعتبار سے مسلمانوں میں چار قسم کے لوگ ہیں۔ کوئی اہلِ کان، کوئی اہلِ زبان، کوئی اہلِ دل اور کوئی اہلِ نظر ہوتا ہے۔

1۔ اہلِ کان بے شمار لوگ ہیں۔ ساری رات وعظ سنتے رہیں گے، تقریریں سنتے رہیں گے، ان کو سننے میں مزا آتا ہے۔ ساری رات قوالی بھی سنتے رہیں گے لیکن صبح کوئی نماز روزہ نہیں۔ یہ کان کی عبادت ہے۔ ان کے لئے اللہ تعالیٰ نے علماء بنا دیئے جو ان کو تقاریر سناتے رہیں، نعت خواں اور قوال بنا دیئے، حافظ قرآن بھی بنا دیئے کہ ان کو قرآن بھی سناتے رہو۔

2۔ دوسرے اہلِ زبان جنہیں سننے میں مزا نہیں آتا بلکہ جب تک کچھ زبان سے پڑھتے نہیں، ان کے لئے اللہ تعالیٰ نے کامل شریعت بنا دیئے، ان کو
ورد و وظائف بتا دیئے کہ بس یہ پڑھتے رہیں اور دن رات وہ زبان سے تسبیحات پڑھتے رہتے ہیں، ان کو اسی میں مزہ آتا ہے۔ یہ اہلِ کان کی عبادت سے زیادہ بڑی عبادت ہے، کیونکہ اس کے ساتھ کان بھی ہیں اور زبان بھی ہے۔

3۔ تیسرے وہ لوگ جو اہلِ دل ہیں۔ وہ یہ کہتے ہیں کیا کان سے سننا کیا زبان سے پڑھنا جب تک دل اللہ اللہ نہ کرے۔ ان کے لئے کامل طریقت بنا دیئے وہ ان کے دلوں کو اللہ اللہ میں لگا دیتے ہیں۔ وہ بس اسی اللہ اللہ میں مست رہتے ہیں کہ ان کے درجات بہت زیادہ ہو جاتے ہیں ان کا دل بھی عبادت کر رہا ہے، زبان بھی کر رہی ہے اور کان بھی سن رہا ہے۔

4۔ چوتھے اہلِ نظر، اہلِ نظر والے کہتے ہیں کیا دل سے اللہ اللہ کرنا، کیا زبان سے پڑھنا، کیا کان سے سننا جب وہ اللہ ہی

نظر نہ آئے۔ ان کے لئے فنا فی اللہ بقا باللہ والے بنا دیئے گئے۔ وہ اگر کسی سے ٹکرا جائیں تو وہ کہتے ہیں بس اوپر ہی دیکھتا رہ اور یہ باقی تمام درجوں سے بڑی عبادت ہے۔

اب جو جس طبقہ کا ہے وہ اسی میں جا کر فٹ ہوگا۔ اب اگر اہلِ زبان ہے اہلِ دل کیسے بنے گا، اگر اہلِ دل ہے زبان میں چلا گیا تو اس کو وہاں سکون نہیں ملے گا۔ جو سب سے بڑی عبادت ہے وہ اہلِ نظر لوگوں کی ہے۔ لیکن اہلِ نظر کوئی کوئی ہوتا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ پورے زمانے میں ایک یا دو صاحب نظر لوگ ہوں، اب ایک یا دو اس مرتبہ تک پہنچے تو باقی کیا کریں۔ اہلِ دل زیادہ ہوتے ہیں، اہلِ زبان اور زیادہ ہوتے ہیں اور اہلِ کان سب سے زیادہ ہوتے ہیں۔ انہیں کے لئے قرآن کہتا ہے کہ وہ جانوروں کی مانند ہیں۔

نعت خوانی بھی عبادت ہے، قوالی بھی، لوگ اس کو حرام کہتے ہیں، حرام نہیں ہے جس سے اللہ اور اس کے حبیب ﷺ کا عشق پیدا ہو جس سے اس کی یاد ستائے وہ چیز حرام نہیں ہو سکتی۔ لیکن اس سے جو زیادہ فضیلت ہے وہ حفاظ کو ہے۔ وہ قرآن مجید سناتے ہیں۔ اس سے زیادہ فضیلت اس کو ہے جو ہر وقت اللہ اللہ کرتے ہیں۔ ان سے زیادہ ان کو جو رب کو دیکھتے ہیں اور ان سے زیادہ فضیلت ان کو ہے جن کو رب دیکھتا ہے۔

اب چونکہ یہ سب مراحل ہم کو طے کرنے ہیں اور ہم ایک ہی جگہ پر ڈٹے ہوئے ہیں آگے بڑھتے نہیں ہیں۔ اب دنیاوی لحاظ سے کسی کے پاس جھونپڑی ہے، وہ کوشش کرتا ہے مکان بن جائے، مکان ہے تو کوشش کرتا ہے کہ بنگلے کا مالک بن جائے، کار بھی ہو جائے، کوٹھی بھی ہو جائے، کتنی تمنا ہے۔ اسی طرح دین کا بھی سلسلہ ہے۔ ہم سوچتے ہیں اتنے ہی میں بخشے جائیں۔ ٹھیک ہے سب امتی بخشے جائیں گے۔ لیکن کیا ہوگا، قرآن مجید کی ایک آیت ہے کہ ''کیا ان لوگوں نے سمجھ لیا ہے کہ ہم نیک کاروں کے برابر کر دیں گے؟''۔ اب تم بخشے تو گئے اگر صرف بخشش جنت کی چاہیے تھی تو ایک جنت ہوتی، سات جنتیں کیوں بنائی گئیں اور وہ بھی ایک سے بڑھ کر ایک اعلیٰ، اب سب سے اعلیٰ جو جنت ہے وہ عاشقوں کے لئے ہے۔ جس طرح سات جنتیں بنائیں اسکے ساتھ ہی تمہارے اندر سات مخلوقیں رکھ دیں۔ جو قلب کی مخلوق کی عبادت کرے گا تو خلد کا حقدار ہے۔ اگر انا کی مخلوق کی سے عبادت کرے گا تو فردوس کا حقدار ہے۔ اگر ان کے بغیر ہے کیا خبر تو بخشا بھی گیا کہ نہیں۔ اگر بخشا بھی گیا تب بھی تو ان کے برابر بیٹھ نہیں سکے گا، ان کا غلام بن کر رہے گا۔ دوزخ کی آگ سے بچ تو جائیگا لیکن اہلِ جنت کا غلام بن کر رہا۔ کتنا پچھتائے گا، کاش! یہ دل میرے اندر بھی تھا اگر دل سے اللہ اللہ کر لیتا ان کے برابر ہو جاتا اور جو قلب کی عبادت کرنے والا ہے وہ کہے گا کاش میں بھی روح کی عبادت کر لیتا کیونکہ روح مجھ میں بھی تھی تو دارالسلام میں چلا جاتا۔ ایک سے بڑھ کر ایک درجہ ہے۔ اب یہ جو زندگی ہے جس کو ہم زندگی سمجھتے ہیں یقین کرو ایک کھلونا ہے۔ جس طرح

بچوں کے ہاتھ میں ایک کھلونا دے دیا تو تھوڑی دیر کے بعد وہ توڑ پھوڑ دیا اسی طرح یہ دنیا ایک کھلونا ہے۔اصل چیز وہ ہے جو اس کے اندر ہے وہ ہے روح یہ جسم اس کا مکان ہے اب اس کا جو بچہ ہے وہ روح کا نہیں ہے جسم کا ہے، مٹی سے ہے اور نہ روح کا کوئی باپ ہے نہ بیٹا ان سب کو ایک ہی دن اللہ تعالیٰ نے پیدا کر دیا تھا۔ یہاں جو باپ بیٹا ہے وہ روحیں وہاں کہیں گی ہم مکانوں مین ایک جگہ اکٹھے رہتے تھے۔ جب صور پھونکا جائے گا تو سب رحم کے رشتے ختم ہو جائیں گے (القرآن) قیامت کے بعد ان روحوں کو ایسا جسم ملے گا کہ جلایا جائیگا، تکلیف تو پائے گا لیکن مرے گا نہیں۔ یہی ایک راز ہے جس کو بہت کم لوگ جانتے ہیں۔ اگر زیادہ تر لوگ جانتے تو بہتر فرقے نہ بنتے۔ اب یہی ہے کہ کیا خبر کون اہلِ کان ہے، کون اہلِ زبان ہے یا اہلِ دل ہے یا اہلِ نظر ہے۔ کوشش کرے قسمت کو آزمائے کیا خبر وہ اہلِ نظر ہی ہو۔

کتاب غوثیہ میں مذکور ہے کہ جب حضرت غوث الثقلین سید محی الدین ابو محمد عبدالقادر جیلانیؒ اس جہانِ فانی سے عالم جاودانی کی طرف تشریف لے گئے۔ اس وقت کے اولیاء میں سے ایک اولیاء اللہ صاحبِ مقامات و درجات نے عالم خواب میں شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کی زیارت کی اور دریافت کیا یا سید عالی نسب اور شیخ والا حسب یہ فرمایئے کہ منکر نکیر کے سوالوں سے آپ نے کیونکر فرصت فرمائی۔ آپؒ نے فرمایا کہ یوں پوچھو کہ انہوں نے میرے سوالوں سے کس طرح رہائی پائی۔ پھر فرمایا کہ سن اے اہلِ اللہ! جس وقت دونوں فرشتے میرے پاس آئے اور انہوں نے مجھ سے پوچھا من ربك یعنی تیرا رب کون ہے، میں نے کہا کہ اسلام کا یہ طریقہ ہے کہ پہلے سلام اور مصافحہ کرتے ہیں بعد میں کلام و مکالمہ کرتے ہیں۔ بغیر سلام و مصافحہ کے باتیں کرنے کی کہاں رسم ہے۔ پھر تو وہ دونوں فرشتے نادم ہوئے پھر سلام علیک کر کے مصافحہ کو اپنے ہاتھ بڑھائے میں نے دونوں ہاتھ مضبوطی سے پکڑ لئے اور کہا کہ پہلے میرا ایک سوال تم سے ہے۔ جب اس کا جواب دے دو گے تب میں تمہارے سوال کا جواب دوں گا۔ فرشتوں نے کہا فرمایئے آپ کا کیا سوال ہے۔ میں نے کہا کہ جب خداوند تعالیٰ نے چاہا آدمؑ کو پیدا کر کے زمین پر اس کو اپنا خلیفہ مقرر کرے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا **انی جاعل فی الارض خلیفه** (سورۃ البقرۃ آیت نمبر 29) یعنی میں پیدا کرتا ہوں زمین میں ایک خلیفہ اپنا، اللہ تعالیٰ کا یہ کلام سن کر تمام فرشتے بلا تامل بول اُٹھے **اتجعل فیھامن یفسدفیھاویسفک الدماءِ و نحن نسبح بحمدک و نقدس لک** (سورۃ البقرۃ آیت نمبر 29) یعنی پیدا کرتا ہے تو اس شخص کو جو فساد کرے گا زمین پر اور خونریزی کریگا اور ہم لوگ تیری تسبیح کرتے ہیں ساتھ حمد اور پاکی تیری کے۔ پس تمہارے اس قول پر کئی اعتراض لازم آتے ہیں ایک تو یہ کہ تم نے خدا تعالیٰ کو اپنے سے مشورت طلب ٹھہرایا حالانکہ وہ بے نیاز اور منزہ ہے اس سے کہ کسی سے صلاح کرے اور مشورہ چاہے۔ دوسرے یہ کہ تمام بنی آدم کی طرف نسبت فساد اور خونریزی کی اور یہ نہ جانا کہ اس میں کتنے بندہ خدا ایسے ہوں گے کہ جو تم فرشتوں سے بھی افضل و

اعلیٰ ہوں گے۔ تیسرے یہ کہ تم ایک بڑی گستاخی کر بیٹھے کہ اپنے علم کو اس عالم الغیب کے علم سے زیادہ سمجھے۔ جب حق تعالیٰ سبحانہ نے **انی اعلم مالا تعلمون** (سورۃ البقرۃ آیت نمبر 29) کا تازیانہ تم کو مارا جب تم ٹھیک ہوئے یعنی اس نے فرمایا کہ تحقیق میں جانتا ہوں وہ باتیں جو تم نہیں جانتے ہو۔

اب میرے اعتراض کا جواب دے دو جب میں تمہارے سوالوں کو جواب دوں گا جب تک تم میری باتوں کا مکمل جواب دو گے تب تک میں نہیں چھوڑوں گا۔ اب راوی کہتا ہے حضرت غوث الثقلینؒ کے یہ اعتراض سن کر منکر نکیر کے چھکے چھوٹ گئے اور ہکا بکا سے کھڑے ہوئے آپس میں ایک دوسرے کا منہ تکنے لگے ہر چند کہ غور و تامل کیا بہت کچھ سمجھا مگر جواب نہ بن پڑا تو چاہا کہ بقوت طاقت ملکوتی کے اپنے ہاتھوں کو چھڑا کر غائب ہو جائیں تا کہ حضرت محبوب سبحانیؒ کے اعتراض کی جواب دہی سے بچ جائیں۔ مگر اس دلاور یکتائے میدان جبروت اور غواص بحر لاہوت کے سامنے قوت ملکوتی ان کے کیا کام آسکتی تھی۔ بغیر جواب دیئے رہائی ممکن نہ تھی۔ آخر مجبور ہو کر کہنے لگے کہ ہم دونوں ہی نے یہ بات نہیں کہی تھی بلکہ کل فرشتے اس قول کے شرکاء تھے اس لئے آپ کے اعتراض کا جواب سب ہی کی طرف سے ہونا چاہیے۔ آپ ہمیں چھوڑ دیں تو ہم آپ کا جواب فرشتوں سے پوچھ کر آئیں۔ آپ نے فرمایا کہ اگر تم نہ آئے تو میں کیا کروں۔ لہٰذا تم میں سے ایک تو چھوڑ دیتا ہوں۔ کہ وہ جا کر اب میرے سوالوں کے جواب اپنے فرشتوں کے گروہ سے پوچھ آئے اور دوسرا یہاں جواب کے آنے تک حاضر رہے چنانچہ ایک کو چھوڑ دیا۔ اس نے جا کر فرشتوں سے یہ حال بیان کیا مگر سب فرشتے حضور غوث پاکؒ کے سوال کے جواب سے عاجز رہ گئے۔ اس وقت باری تعالیٰ کی طرف سے فرشتوں کو حکم پہنچا کہ تم نے جو آدم پر اعتراض کیا تھا وہ سب آدم کے فرزندان پر عائد ہوتا ہے بس تم کو چاہیے کہ تم میرے محبوب کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنی خطا معاف کراؤ۔ جب تک وہ معاف نہ کر دے گا تم کو رہائی نہ ہو گی۔ الغرض تمام فرشتے حضرت محبوب سبحانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جناب میں حاضر ہو کر اپنی تقصیر کے عذر خواہ ہوئے اور حضرت صمدیت سے بھی شفاعت کا اشارہ ہوا۔ اس وقت حضرت غوث الاعظمؒ نے جناب باری تعالیٰ میں عرض کی کہ اے خالق کل رب اکبر اپنے رحم و کرم سے میرے مریدین کو بخش دے اور ان کو منکر نکیر کے سوالوں سے بری فرما دے تو میں ان فرشتوں کا قصور معاف کرتا ہوں۔ فرمان الٰہی آ پہنچا کہ میں نے تیری دعا قبول کی تو فرشتوں کو معاف کر تب جناب غوث پاکؒ نے فرشتوں کو چھوڑ دیا اور وہ عالم ملکوت چلے گئے (گلستانِ اولیاء)

حصہ سوم

بسم اللہ الرحمٰن الرّحیم

عبادات کی اقسام

عبادات دو قسم کی ہیں ایک ظاہری عبادات جس کے متعلق تو بچہ بچہ واقفیت رکھتا ہے۔ دوسری باطنی عبادت جس کو آج کل عمر رسیدہ افراد (بوڑھے لوگ) بھی بھول چکے ہیں۔ انھیں اس عبادت کا علم نہیں ہے۔ آج کے اس افراتفری کے دور میں ہر شخص ایک دوسرے کا دشمن نظر آرہا ہے جبکہ اللہ کے رسول ﷺ کا فرمان ہے کہ مسلمان مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں ان بھائیوں میں تفرقہ کس طرح پڑا؟ اور اب تفرقہ سے کس طرح نجات حاصل ہوسکتی ہے؟ آیئے ان دو پہلو پر غور کرتے ہیں! شیطان جو کہ ہمارا ازلی دشمن ہے اسے یہ قدرت بھی حاصل ہے کہ وہ انسان کے خون میں سرائیت کر جائے۔ آنحضرت محمد ﷺ کے فرمان کے مطابق شیطان تمہاری نسوں میں دوڑ رہا ہے۔ دوسری جانب انسان میں روحیں ہیں ان کا تعلق بھی انسان کی نسوں سے ہے۔ جب انسان زبان سے ظاہری عبادت کرتا ہے تو وہ عبادت کا اثر ان روحوں اور انسانی نسوں میں گردش کرنے والے خون تک نہیں پہنچتا کیونکہ یہ دونوں انسان کے اندر ہیں۔ ایسے شخص کی ظاہری عبادت اس مثال کی طرح ہے کہ کسی بل میں سانپ بیٹھا ہے اور وہ باہر سے زمین پر ڈنڈے مار رہا ہے بھلا اس سانپ کو ڈنڈوں کا کیا اثر کیا ہوگا وہ تو اندر محفوظ ہے۔ ہم زبان سے ظاہر میں تلاوت تو کر رہے ہیں ذکر کر رہے ہیں نمازیں پڑھ رہے ہیں لیکن شیطان جو ہماری نسوں میں موجود ہے۔ اسے ظاہری عبادت سے کوئی اثر نہیں پڑ رہا جب تک ہماری نسوں میں خون کے ذریعہ نور سرائیت نہیں کرے گا اور انسان میں موجود روحیں نور سے منور نہ ہو جائیں۔ شیطان انسانی نسوں سے نہیں بھاگے گا۔

ولایت وراثت نہیں

اب انسانی رگوں میں نور کس طرح سرائیت کرے اور کس طرح انسان میں موجود روحیں منور ہوں اور شیطان انسان میں سے نکل کر بھاگے۔ اس کے لئے لوگ اہلِ سلاسل سے رجوع ہو کر طالب یا بیعت ہوتے ہیں اور ہم نقشبندی اور چشتی، سہروردی اور قادری کہلاتے ہیں لیکن افسوس آج کل بے شمار لوگوں نے مندرجہ بالا سلاسل میں سے کسی نہ کسی سلسلے کے پیرومرشد سے طالب یا بیعت ہو کر اپنی نسبت اسی سلسلے سے قائم کی لیکن ان میں سے اکثریت اس راز کو پانے میں محروم رہی، محروم کیوں رہی؟ اس لئے کہ یہ راز اور یہ دولت تو اللہ کے کامل ولیوں سے حاصل ہوتی ہے جو کہ اللہ کے ولی سے وابستہ ہوئے وہ پا گئے۔ ان کے بعد ان کی اولادوں نے کہا کہ ہمارا باپ ان کے باپ سے مرید تھا لہٰذا ہم ان کے بیٹے سے مرید، ان کا بیٹا ان کے بیٹے سے اور یہ سلسلہ پھر اسی طرح چلتا رہا یاد رہے ولایت وراثت نہیں اگر وراثت ہوتی تو نبوت ہوتی

جو عرفہ واعلیٰ ہے جب ہر نبی کا بیٹا نبی نہیں ہوسکتا اسی طرح ہو ولی کا بیٹا ولی کس طرح ہوسکتا ہے۔ لہٰذا جو لوگ جدی پشتی ولایت والی نام نہاد گدیوں سے وابستہ ہوئے وہ خالی ہی رہے۔

ولایت کیا ہے

لوگ کہتے ہیں وہ بھی تو بزرگ ہے۔ اس کی داڑھی ہے وہ نماز بھی پابندی سے پڑھتا ہے اس کا والد جو کہ کامل ولی تھا اس کی اور اس کے بیٹے کی نمازوں میں زمین آسمان کا فرق ہے کیونکہ جب اللہ تعالیٰ کسی کو اپنا ولی چن لیتا ہے تو اس کے اوپر وہ ایک دفعہ تجلی ضرور ڈالتا اور اسے پیار سے دیکھتا ہے اسی میں یا تو اس اللہ کے ولی کا شیشہء عقل ٹوٹ جاتا ہے اگر شیشہء عقل ٹوٹ گیا تو وہ مجذوب ہوگیا اور یہ تجلی برداشت نہیں کرسکا تو ہلاک ہوگیا اگر اس نے اس تجلی کو برداشت کرلیا تو محبوب ہوگیا۔ اب روزانہ اس کے اوپر (۳۶۰) تین سو ساٹھ مرتبہ نظر رحمت پڑنا شروع ہوگئی اگر مجذوب ہوگیا ہے تو لوگوں کو پتھر ماریگا، ڈنڈے ماریگا، گالیاں دے گا وغیرہ وغیرہ اور اس کی مار اور گالیوں سے فیض شروع ہوجاتا ہے۔ ایسی تجلی برداشت کرکے اگر کوئی ولی محبوب ہوگیا تو اللہ کی نظر رحمت اس کے جسم پر پڑتی رہتی ایک نظرِ رحمت انسان کے سات گناہ کبیرہ کو جلاتی ہے گویا اس کے ایک دن میں اس محبوب ولی اللہ کے (۲۵۲۰) دو ہزار پانچ سو بیس گناہ کبیرہ جل کر خاک ہوگئے۔ ایک وقت آتا ہے کہ اس کے تمام گناہ اللہ تعالیٰ اپنی نظر رحمت کے ذریعہ جلا کر خاک کردیتا ہے۔ اب اس کے نامہ اعمال میں گناہ نہیں اور وہ گناہ سے محفوظ ہوگیا۔ نظر رحمت اس پر مسلسل پڑتی رہتی ہے اس کے بعد یہ نظر رحمت اللہ کے فضل سے اس ولی کے پاس بیٹھنے والے طالبین، مریدین، معتقدین کے گناہ جلانے شروع کردیتی ہے اس طرح ایک دن اس ولی کی نسبت سے اس کے ساتھ بیٹھنے والوں کے گناہ بھی جل کر خاک ہوجاتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ صحابہ کرام نبی کریم ﷺ کی زیادہ سے زیادہ صحبت میں بیٹھتے۔ ان کی اس صحبت میں بیٹھنے کے سبب ہر صحابی نے بغیر چلوں اور وظیفوں کے ولیوں سے اعلیٰ مقام حاصل کیا کیونکہ حضور پاک ﷺ کے اوپر تو وہ نظر رحمت چوبیس گھنٹے رہتی تھی اس طرح ان کی صحبت میں بیٹھنے کے سبب بغیر چلوں اور وظیفوں کے صحابیت کے عرفہ واعلیٰ مرتبہ پر فائز ہوگئے اور جو لوگ آپ ؐ کی صحبتوں سے دور رہے نماز تہجد بھی پڑھتے رہے لیکن منافق وخوارج ہوگئے۔ دوسرے جب اصحاب کہف کے اوپر نظر رحمت پڑی اس وقت کوئی بھی ساتھی نہ تھا اس وقت انکے قریب ایک کتا تھا اللہ کی نظر رحمت کے سبب وہ کتا بھی حضرت قطمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن گیا۔

یہ ہی وہ نظر رحمت ہے جو انسان کے اندر کو جگاتی ہے اس وقت حضور ﷺ کی وہ صحبت تو ہمیں ایک نظر رحمت سے دیکھیں اور صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرح ہمارے اندر کو جگادیں تو پھر ہم کیا کریں؟ اللہ کے بندے اللہ جل جلالہ، میں اور اس کے رسول ﷺ کے نام میں نور اور برکت ہے اس کے نور کو اپنی نس نس میں اور رگوں میں سرائیت کرلو!

http://asiinternationals.com

نور کو سرائیت کرنے کا طریقہ

تسبیحات دو طرح کی ہوتی ہیں ایک پتھر کی تسبیح جو ظاہر میں نظر آتی ہے اس کا کام ٹک ٹک کرنا ہے اس کے ساتھ زبان بھی اللہ اللہ کرتی ہے دورد شریف پڑھتی ہے اس تسبیح کا تعلق ظاہری انگلیوں سے ہے اس کا انسان کے اندر سے تعلق نہیں۔ دوسری تسبیح اللہ تعالیٰ نے تمہارے اندر رکھ دی ہے جو اسی طرح ٹک ٹک کر رہی ہے اس کو دل کی تسبیح کہتے ہیں جس طرح پتھر کی تسبیح کی ٹک ٹک کے ساتھ زبان اللہ اللہ کرتی ہے اسی طرح اس دل کی ٹک ٹک کے ساتھ اللہ اللہ کو ملایا جاتا ہے۔ کچھ دنوں اللہ اللہ کی مشق کے بعد دل کی خالی ٹک ٹک اللہ اللہ میں تبدیل ہوجاتی ہے دل کی ٹک ٹک تو چوبیس گھنٹے چلتی رہتی ہے پتھر کی تسبیح کو چوبیس گھنٹے نہیں چلا سکتے لیکن دل کی تسبیح تو 24 گھنٹے چلتی رہتی ہے اور جب دل کی ٹک ٹک اللہ اللہ میں تبدیل ہوگئی تو بندہ اس وقت کھاتا پیتا رہے دل اللہ اللہ کرتا رہے گا باتیں کرے کام کاج کرے، خرید و فروخت حتیٰ کہ سوتا رہے تو بھی یہ دل اللہ اللہ کرتا رہے گا اب اس ٹک ٹک کا کام ہے خون کو آگے دھکیلنا ایک (ٹک) اللہ دوسری ٹک (اللہ) تیسری چوتھی یہ سلسلہ 24 گھنٹے جاری رہتا ہے گویا 24 گھنٹے دل کی یہ ٹک ٹک اللہ ھو کے نور کو خون کی نسوں میں دھکیلتی رہتی ہے اسی طرح اب اللہ اللہ کا نور ٹک ٹک کے ذریعہ نسوں میں چلا گیا اور شیطان جو انسان میں پوشیدہ تھا اس انسان کی رگوں سے اس وقت نکل کر بھاگ جاتا ہے اور روحیں جاگ اُٹھتی ہیں جب روحیں جاگ اُٹھتی ہیں تو اللہ ھو کا نور ان کی غذا بن جاتا ہے اللہ ھو کے نور کے ذریعہ ان روحوں کی نشو ونما شروع ہوجاتی ہے۔

ترجمہ: کچھ لوگ ایسے ہیں جو جاگ کر عبادت کر رہے ہیں لیکن ان کا شمار سوئے ہوئے لوگوں میں ہوتا ہے اور کچھ لوگ بستروں پر سو رہے ہیں لیکن ان کا شمار زندہ لوگوں میں کیا جاتا ہے کیونکہ بظاہر تو وہ سو رہے ہیں لیکن ان کے دل تو اللہ اللہ (عبادت) کر رہے ہیں۔

ایسے ہی بندوں کے لئے اللہ تعالیٰ قرآن میں فرماتا ہے کہ ''میرے کچھ بندے ایسے ہیں کہ اُٹھتے بیٹھتے حتیٰ کہ کروٹوں کے بل بھی میرا (اللہ کا) ذکر کرتے ہیں''۔ (سورۃ النساء آیت نمبر 120) نیز فرمایا کہ ''اللہ کے ذکر کرنے والوں کو نہ خرید غفلت میں ڈالتی ہے اور نہ فروخت'' اب ایسے شخص جس نے اپنے دل کی ہر ٹک ٹک کو اللہ اللہ میں تبدیل کرلیا اس کا اٹھنا، بیٹھنا، چلنا، پھرنا، باتیں کرنا حتیٰ کہ سونا تمام کے تمام اعمال اور ہر گھڑی بارگاہ رب العزت میں عبادت کا درجہ رکھتے ہیں ایسے لوگوں کی نسبت سلطان العارفین حضرت سلطان حق باھوؒ فرماتے ہیں:

کچھ جاگدیاں سُتے ہو۔ تے کچھ ستیاں جاگدے ہو۔

حضور پاک ﷺ فرماتے ہیں کہ ہم سوتے ہیں مگر ہمارے دل نہیں سوتے۔

بقول بابا بلھے شاہؒ

لوکی پنج ویلے عاشق ہر ویلے لوکی مسیتی عاشق قدماں

ترجمہ: جو لوگ پانچ وقت رب کو یاد کرتے ہیں۔(نماز بھی رب کا ذکر ہے) ان کی انتہا مسجد ہے وہ پانچ وقت باجماعت نماز پڑھتے ہیں لیکن جو ہر وقت اللہ اللہ کرتے ہیں۔ان کی منزل ہر وقت حضور ﷺ کے قدم (مجلس محمدیؐ) ہے اور وہ حضور ﷺ کے قدموں یعنی مجلسِ محمدیؐ میں پہنچ جاتے ہیں حضورﷺ کی مجلس تک پہنچ گئے تو وہ رحمت اللعالمین ہیں و اس شخص کو نواز ہی دیتے ہیں اس وقت ایسا شخص سوچتا ہے کہ دیکھیں اوپر کیا ہورہا ہے اس نے سوچا اور وہ چیز اوپر پرواز کر گئی فرشتوں نے روکنے کی کوشش کی نہیں رکی فرشتوں نے کہا جو چیز بھی ہے بیت المعمور سے آگے جل جائیگی جہاں فرشتے بھی نہیں جاسکتے مگر فرشتے دیکھتے ہیں کہ یہ چیز بیت المعمور سے بھی آگے نکل گئی وہاں پہنچ گئی جہاں رب کی ذات ہے، جہاں حضور پاک ﷺ شب معراج کو اپنے ظاہری جسم کے ساتھ پہنچے اور اللہ کے ولی حضور ﷺ کے صدقے روحانیت اور (اپنے اندر چھپی ہوئی چیزوں) کے ذریعہ وہاں پہنچتے ہیں۔اس وقت فرشتوں نے کہا کہ واقعی انسان اشرف المخلوقات ہے۔ ''**کل نفس ذائقة الموت**'' ہر انسان کو موت کا مزا چکھنا ہے نیک ہو یا بد ہر انسان کو ایک نہ ایک دن مرنا ہے ہمارے عقیدے کے مطابق ہر انسان کی روح مرنے کے بعد آسمانوں پر چلی جاتی ہے تو کبھی سوچا کہ ہم مزارات یا درباروں میں کیوں جاتے ہیں اور اگر روح اوپر چلی گئی تو پھر ان درباروں میں کیا ہے؟ ہاں وہی چیزیں جو آپ نے اللہ ھو کے ذکر سے جگا لیں تھیں وہ اضافی ہیں وہ ہی ولی بن کر درباروں (مزارات) پر بیٹھ جاتی ہیں اور خلق خدا کو فیض پہنچاتی ہیں۔قبر میں نماز پڑھتی، تلاوت اور ذکر الٰہی کرتی ہیں اس طرح یہ چیزیں قیامت تک ذکر الٰہی کرتی رہتی ہیں اور اس طرح اس کا ثواب اس کی روح کو ملتا رہے گا شب معراج جب حضور اکرم ﷺ حضرت موسیٰؑ کی قبر مبارک پر سے گزرے تو دیکھا کہ حضرت موسیٰؑ قبر میں نماز پڑھ رہے ہیں آپ جب فوراً اوپر پہنچے تو دیکھا کہ موسیٰؑ وہاں بھی موجود ہیں۔

لوگوں کی اقسام

لوگ دو قسم کے ہوتے ہیں ایک کو عارف اور دوسرے کو معارف کہتے ہیں عارف وہ ہے جو سخت عبادتیں، ریاضتیں کرتا ہے اپنے معدے کو چالیس چالیس دن طعام سے خالی رکھتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے اندر بھی اپنا نور بھر دیتا ہے۔دوسرے معارف وہ ظاہر میں اتنی ہی نماز، روزہ ادا کرتا رہتا ہے جتنا فرائض میں شامل ہے لیکن وہ اپنے اندر کو جگا لیتا ہے اس کا اندر چوبیس گھنٹے اللہ کا ذکر کرتا ہے۔اس طرح جب تجلی پڑتی ہے تو معارف کی کسی مخلوق پر پڑتی ہے اس طرح اس کی وہ مخلوق روح ولی ہو جاتی ہے۔عارف کو جسمانی ولایت ملتی ہے اس طرح وہ جسم سمیت حضور پاک ﷺ کی مجالس میں

شرکت کرتا ہے جبکہ معارف کو کسی اندرونی مخلوق کے ذریعہ ولایت حاصل ہوتی ہے معارف عارف کو جسم سمیت مجلس محمدیؐ میں دیکھتا ہے تو کہتا ہے کہ یہ کتنا خوش نصیب ہے کہ ظاہری جسم سے حضور پاک ﷺ کی محفل میں موجود ہے اتنے میں حضور پاک ﷺ کسی سے بات کرتے ہیں عارف پوچھتے ہیں آقا آپ کس سے بات کر رہے ہیں ہم کو تو کوئی نظر نہیں آرہا ہے جواباً حضور پاک ﷺ فرماتے ہیں کہ میں اس شخص سے بات کر رہا ہوں جس کا جسم دنیا میں اور روح میرے پاس ہے۔اس وقت عارف اس پر رشک کرتے ہوئے بے ساختہ کہتے ہیں کہ کتنے خوش نصیب ہیں وہ (معارف) جسم سے دنیا میں بیٹھا ہے اور یہاں (مجلسِ محمدیؐ میں) بھی موجود ہے۔اسی اثناء میں نماز کا وقت آجاتا ہے حکم ہوتا ہے کہ جتنے عارف ہیں (جو جسم سے مجلس محمدیؐ میں موجود ہیں) ظاہر میں جا کر نماز پڑھیں جبکہ معارف کی نماز اپنی باطنی مخلوق کے ذریعہ حضور پاک ﷺ کی اقتداء میں ہوتی ہے حتیٰ کہ معارف مرنے کے بعد بھی حضور پاک ﷺ کے پیچھے نمازیں پڑھتا رہتا ہے جسم کی ولایت جسم کے ساتھ ختم ہوگئی معارف کو اندرونی مخلوق کے ذریعے ولایت حاصل ہوتی ہے لہٰذا مرنے کے بعد معارف کی اندرونی مخلوق قبر میں بھی بیٹھ کر فیض خلق خدا کو تقسیم کرتی رہتی ہے۔

دین اسلام کی گارنٹی

ایک انگریز نے گوجرانوالہ میں سوال کیا کہ مذہب اسلام کو سچا دین تسلیم کرتا ہوں اسلام کہتا ہے شراب چھوڑ دو میں شراب چھوڑنے کیلئے تیار ہوں، نمازیں پڑھنے کے لئے تیار ہوں غرضیکہ اپنے ہر عمل کو اسلامی سانچے میں ڈھالنے کیلئے تیار ہوں مگر پھر بھی گارنٹی نہیں دیتے کہ دوزخی ہوں یا جنتی کیا میری تمام عبادتیں بارگاہ رب العزت میں مقبول بھی ہو رہی ہیں یا نہیں۔اس کا جواب ہم دیتے ہیں کہ وہ عمل ہی کیا جس کی گارنٹی نہ ہو یعنی وہ نمازیں ہی کیا جس کی قبولیت کی گارنٹی نہ ہو پچیس 25 تیس 30 سال نمازیں پڑھتے رہنے کے باوجود انسان گمراہ کن فرقوں دیوبند یا مرزائیوں میں شامل ہو جائے ایسی عبادت کا فائدہ لیکن یقین کریں دین اسلام گارنٹی ہی گارنٹی ہے دن رات میں پتہ لگ جاتا ہے کہ انسان کیا ہے اور اسکی حقیقت کیا ہے یہ گارنٹی ذکر قلب کے ذریعہ حاصل ہوتی ہے۔جب کسی شخص کو ذکر قلب دیا جاتا ہے تو فرشتے اس شخص کو بیت المعمور پر لے جاتے ہیں بیت المعمور کی مخلوق سے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اس شخص کو کون لے کر آیا عرض کرتے ہیں باری تعالیٰ فلاں شخص اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ کیوں لے کر آیا فرشتے عرض کرتے ہیں کہ باری تعالیٰ تیرے حضور دوستی کا ہاتھ بڑھانے کے لئے خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ اس کا کوئی ضامن ہے اس وقت غوث الاعظم دستگیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کام آتے ہیں اور جو لوگ غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عقیدت ومحبت رکھتے تھے گیارہویں شریف کی فاتحہ کا اہتمام کرتے تھے ان لوگوں کا یہ عمل کام آتا ہے اور پھر غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس شخص کے ضامن ہو جاتے ہیں۔

اسکے بعد اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اب اس شخص کی گواہی کون دے گا تو وہ اولیاء کرام اور بزرگانِ دین کہ جن کے مزارات پر وہ محبت وعقیدت کے گل دستے لے کر جایا کرتا تھا اس شخص کی گواہی دیتے ہیں اور آخر میں سرکار دو عالم ﷺ اس کی تصدیق کرتے ہیں پھر کہیں جا کر وہ شخص ذاکر قلبی کے مقام پر پہنچتا ہے۔ پس اس بات کی گارنٹی ہے کہ اس کی عبادت قبول ہو رہی ہے۔

اللہ کا خاص کرم

ہر آدمی یہ گمان کرتا ہے کہ مجھ پر اللہ تعالیٰ کا خاص کرم ہے اگر اس سے پوچھا جائے کہ کیسے؟ تو جواب دیتا ہے کہ میرے پاس گاڑی ہے بنگلہ ہے دولت کی ریل پیل ہے یہ سب کچھ اللہ ہی کا تو کرم ہے۔ دوسرے شخص سے پوچھتے ہیں کہ بھئی تو جو دعویٰ کر رہا کہ تجھ پر خدا کا بڑا کرم ہے تو آخر کیا کرم ہے تو جواب دیتا ہے کہ میرے تمام بچے آج اچھے عہدوں پر فائز ہیں فلاں بچہ میرا بیرون ملک ملازم ہے وہاں سے خوب رقم بھیج رہا ہے میری زمینیں اور جائیدادیں ہیں یہ کرم نہیں تو کیا ہے۔

تیسرے سے پوچھتے ہیں تو وہ جواب دیتا ہے کہ بڑھاپے میں اللہ تعالیٰ نے مجھے ہمت اور طاقت دے رکھی ہے یہ کرم نہیں تو اور کیا ہے ہم یہ کہتے ہیں کہ اگر تم ان تمام دنیاوی آسائشوں کو اللہ کا کرم سمجھتے ہو تو یہ تو کافروں کے پاس بھی ہیں بلکہ تم سے زیادہ ہیں پھر تمہارے اوپر خدا کا کیا کرم ہوا؟ جو چیزیں اس نے کافروں کو دے رکھی ہیں وہی تم کو بھی دے رکھی ہیں ہم کہتے ہیں کہ اگر تم نے اس کا کرم دیکھنا ہی ہے تو کسی مرشدِ کامل سے ذکر قلب کا اذن لے ذکر اللہ کو اپنا شعار بنا لو اور جو طریقہ بتایا جائے اس پر عمل کرو پھر اگر دو چار یا سات دن کے بعد تمہارا قلب ذکر اللہ سے دھڑکنا شروع کر دیتا ہے تو سمجھ لو کہ تم پر اللہ کا خاص کرم ہو گیا ہے۔

(اس لئے کہ دنیاوی تمام آسائشوں کا اختیار اللہ تعالیٰ نے دنیا اور اہلِ دنیا کہ سپرد کر دیا مگر قلب کا اختیار صرف اس ہی کے پاس ہے جسے وہ چاہتا ہے اس سے اپنا ذکر کرا لیتا ہے۔)

اللہ تعالیٰ کا کرم اس پر ہی بس نہیں ہوتا بلکہ قرآن میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

فاذکرونی اذکرکم

ترجمہ: تم میرا ذکر کرو میں تمہارا ذکر کروں گا۔

یاد رکھئے! ذکر اسی کا کیا جاتا کہ جس سے دوستی ہو جائے اگر کوشش کے باوجود کچھ بھی نہیں ہوتا وحشت ہونے لگتی ہے یا مخالفت کی طرف ذہن دوڑتا ہے تو سمجھ لیں کہ تمہارے اوپر رب کا کوئی کرم نہیں ہے اگر کرم ہوتا تو وہ تم کو اپنے نام لیواؤں میں شامل کرتا۔

دل کی دھڑکن کے ساتھ ذکر

ہمارا طریق ذکر دل کی دھڑکن والا ہے ہم دل کی ہر دھڑکن کے ساتھ اللہ اللہ کو ملاتے ہیں لیکن دل کی یہ تسبیح بھی 40 سال تک اس قابل رہتی ہے کہ اس کے ذریعے ذکر اسم ذات (اللہ) کر سکیں کیونکہ 40 سال کی عمر کے بعد انسان کے دل کی دھڑکنیں کم ہو جاتی ہیں پھر ان دھڑکنوں کے ساتھ ذکر اسم ذات کو ملانا انتہائی مشکل کام ہو جاتا ہے مگر جو لوگ جوانی میں ذکر کی جانب رجوع کرتے ہیں تو ان لوگوں کو جلد کامیابی نصیب ہوتی ہے کیونکہ ان کی دھڑکنیں زیادہ ہوتی ہیں اس طرح یہ نوجوان ذکر و فکر کی لائن میں کامیاب ہو جاتے ہیں ان نوجوانوں کو دیکھ کر بوڑھے لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ بھئی ہمارے قلب کیوں نہیں جاری ہوتے یہ تو بچے ہیں اور جب ان بچوں کو قلب جاری ہو سکتا ہے تو ہمارا کیوں نہیں ہوتا۔

دراصل ان نوجوانوں کا ابھی وقت تھا اور جو لوگ وقت پر کسی کام میں لگ جاتے ہیں انہیں جلد کامیابی ہو جاتی ہے اور جو لوگ وقت گزرنے کے بعد کسی کام کو شروع کرتے ہیں تو پھر ان لوگوں کے ساتھ دو صورتیں ہوتی ہیں پہلی یہ کہ ان لوگوں کو کامیابی ہو سکتی ہے مگر بہت زیادہ محنت کرنے کے بعد اور ناکامی بھی کیونکہ وقت گزر چکا ہوتا ہے ایسے لوگوں کو زیادہ محنت کی ضرورت ہے وہ تصور زیادہ کریں پانچ، سات دن خلوت میں گزاریں اور تصور اسم ذات کریں اسی طریقہ سے انہیں کامیابی ہو سکتی ہے۔

ذکر کبر و بخل کو ختم کرتا ہے

صرف ظاہری عبادتیں بھی بعض اوقات انسان کے لئے مشکل کا سبب بن جاتی ہیں آپ پانچ وقت کے نمازی ہیں لوگوں نے کہا بہت اچھا آدمی ہے پانچ وقت کی نماز پڑھتا ہے تو آپ میں تھوڑا سا تکبر آ گیا۔ دوسرے نے کہا بھئی یہ تہجد بھی پڑھتا ہے تعریف کی اور تعظیم کی اور تکبر آ گیا تیسرے نے کہا بہت ہی اچھا آدمی ہے ہاتھ پاؤں عقیدت میں چومے تو اور بھی تکبر آ گیا اب تکبر کو اندر سے کون نکالے یہ تمہارے اختیار میں تو نہیں ہے اور اسی تکبر نے عزازیل کو خوار کیا۔

تکبر عزازیل را خوار کرد

مگر جب تمہارے دل کی دھڑکنوں میں ذکر اسم ذات شامل ہو جائے گا تو پھر اگر تمہارے اندر تکبر آتا ہے تو یہ ذکر اللہ اس کو باہر نکال دے گا پھر کہیں گے بہت اچھا آدمی ہے پانچ وقت کا نمازی ہے تکبر آیا وہ اللہ اللہ نے نکال دیا اب تمہارا سینہ محفوظ رہا۔

حدیث شریف میں ہے ''جس شخص میں ذرا بھی کبر و بخل ہوگا وہ جنت کے قابل نہیں'' کبر و بخل کو نکالنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے ذکر اسم ذات عطا کیا ہے اور اس کو ہر وقت کرتے رہنا چاہیے باقی عبادتوں میں، وضو جمالی، جلالی، پرہیز ہے مگر اس

میں کوئی پرہیز نہیں ہے وضو ہے یا نہیں بستر پر لیٹے ہوئے ہیں یا چل پھر رہے ہیں، کسی کام میں مصروف ہیں یا کھانا وغیرہ کھا رہے ہیں غرضیکہ ذکر قلبی کو آپ ہر وقت کر سکتے ہیں باقی عبادتوں میں اگر آپ سے چھوٹی سی بھی غلطی ہو جاتی ہے وہ عبادت ختم ہو جاتی ہے بغیر وضو کے کچھ کھا لیا وظیفہ ختم ہو گیا غرضیکہ ہر عبادت کے ساتھ کچھ نہ کچھ شرائط ہیں۔ مگر ذکرِ اسمِ ذات ہر چیز پر قادر ہے آپ اللہ ھو کرتے ہیں غلطی ہو گئی وظیفہ تو جا سکتا ہے مگر ذکر کا فیض ضائع نہیں ہو سکتا بلکہ اسمِ ذات انسان کی غلطیوں اور کوتاہیوں کا ازالہ کر دیتا ہے۔

قرآن پاک میں ہے:

ترجمہ: بے شک نیکیاں برائیوں کو ختم کر دیتی ہے۔

ذکر کی برکت

ایک کسان ذکر قلبی (اللہ ھو) کرتا تھا اس کو پیشاب کی حاجت ہوتی ہے تو اس نے اپنے بیل کھڑے کر دیئے ایک نوجوان نے کہا کہ تمہیں تقریباً آدھا گھنٹہ تو لگ جائے گا جب تک مجھے دے دو میں چلا لیتا ہوں کسان نے منع کر دیا جب کسان رفع حاجت سے فارغ ہو کر آتا ہے تو وہ نوجوان کسان سے پوچھتا ہے کہ کیا وجہ تھی جو تم نے مجھے اپنے بیل چلانے کے لئے منع فرمایا اور آدھا گھنٹہ ضائع کر دیا۔

کسان نے کہا کہ میں ہر وقت اللہ ھو کا ذکر کرتا ہوں سب میں اللہ ھو سے ہل چلا رہا تھا تو ہل میں بھی برکت ہوگی دانہ ڈالوں گا اس دانے میں بھی برکت ہوگی پھر وہ فصل منڈی میں جائیگی منڈی والوں کو بھی برکت پھر جن گھروں میں جائیگی اس گھر میں بھی برکت ہوگی۔

یقین کریں کہ جب آپ ذکر اللہ ھو کثرت سے کریں گے تو آپ کے ایمان میں بھی برکت ہوگی آپ کے رزق میں بھی برکت اور آپ کے کاروبار میں بھی برکت ہوگی۔

نمازِ عشق کیا ہے؟

ایک مرتبہ حضرت جنید بغدادیؒ اور ایک بزرگ جنگل میں جا رہے تھے کہ نماز کا وقت آ جاتا ہے دونوں بزرگ ایک دوسرے کو نماز پڑھانے کے لئے اس طرح اصرار کرتے ہیں کہ آپ کا درجہ زیادہ بلند ہے آپ امامت فرمائیں ابھی دونوں بزرگ ایک دوسرے کو امامت کے لئے راضی کر رہے ہوتے ہیں کہ اسی اثناء میں ایک لکڑہارا آتا ہے یہ اس لکڑہارے سے پوچھتے ہیں کہ کیا تو نماز پڑھا سکتا ہے وہ لکڑہارا کہتا ہے کہ یہ کونسا مشکل ہے لکڑہارے نے لکڑیاں رکھ کر نماز پڑھانا شروع کی دوران نماز لکڑہارے نے کسی سجدے کو بہت زیادہ طویل کر دیا اور کسی سجدے میں جلدی سے سر

اُٹھالیا نماز ختم کرنے کے بعد دونوں بزرگوں نے لکڑ ہارے سے اس کی وجہ پوچھی تو لکڑ ہارے نے کہا کہ جب میں سجدہ میں "**سبحان ربی الاعلیٰ** "کہتا تھا تو جواب آتا تھا "**لبیک یا عبدی**" جب تک جواب نہیں آتا تھا میں سر نہیں اُٹھاتا تھا یہ نماز عشق ہے۔ ہم ابھی تک اسی ظاہری نماز میں لگے ہوئے ہیں عمر گزار دی مگر آگے نہیں بڑھ سکے (جہاں سے نماز کی ابتدا کی تھی وہیں نماز کی انتہا پر ہیں) جبکہ حدیث شریف میں آتا ہے کہ "مومن کا کسی مقام پر رک جانا حرام ہے"۔

مومن کا کسی مقام پر رک جانا حرام ہے بڑھتے رہو اس کی طلب میں بڑھتے رہو حتیٰ کہ اس کی طلب میں جان چلی جائے اگر اس کی طلب میں جان جائیگی تو ہم شہیدوں میں شمار کئے جائیں گے۔

محبت اور عشق کا تعلق دل سے ہے

دراصل اللہ اور اس کے رسولؐ سے محبت کرنے کا ذریعہ اللہ کا ذکر ہے کیونکہ محبت اور عشق کا تعلق دل سے ہے زبان سے نہیں اگر آپ زبان سے ساری عمر اللہ اللہ کرتے رہیں تو یہ عبادت ہوسکتی ہے مگر محبت نہیں کیونکہ محبت کا تعلق تو دل سے ہے جب آپ کا دل اللہ اللہ کرنے لگے گا تو پھر یہی ذکر اللہ ھو محبت کا رنگ لائے گا اور یہ اسم ذات اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کے علاوہ کسی نبی کو عطا نہیں کیا یہی وجہ تھی کہ بنی اسرائیل کے نبی اللہ کا دیدار نہیں کر سکے اور حضور ﷺ کے اُمتیوں نے اللہ تعالیٰ کا دیدار کر لیا۔ حضرت موسیٰ نے اللہ تعالیٰ کے دیدار کی خواہش ظاہر کی تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تم ہمارے دیدار کی تاب نہیں لا سکتے موسیٰ نے عرض کی کہ یارب اللعالمین تیرے دیدار کی تاب کو لا سکتا ہے تو اللہ ہے تو موسیٰ نے جب اصرار کیا تو اللہ تعالیٰ نے اپنا جلوہ دکھایا جسے موسیٰ برداشت نہیں کر سکے اور بے ہوش ہو گئے جب ہوش آیا تو زبان پر یہی تھا کہ کاش مجھے نبی نہ بناتا اپنے محبوب کا امتی بنا دیتا کیا وجہ ہے کہ موسیٰ بے ہوش ہو گئے اور حضور ﷺ مقام قاب قوسین پر پہنچ کر بھی مسکرا رہے تھے یعنی موسیٰ زمین پر بے ہوش ہو گئے اور آپ ﷺ ڈیڑھ کمان کے فاصلے پر پہنچ کر بھی مسکرا رہے تھے۔

فرق صرف یہ ہے کہ موسیٰ کو صفاتی اسم یارحمٰن کا ذکر ملا تھا۔ آپ صفاتی اسما کا ذکر کرتے تھے جس کی وجہ سے آپکے جسم میں یارحمٰن کا نور تھا صفاتی نور ذات کی تاب نہ لا سکا جبکہ حضور ﷺ کے جسم میں اسم ذات کا ذاتی نور تھا لہٰذا نورِ ذات ذات کے سامنے مسکرایا اور حضور پاک ﷺ کے طفیل وہ اس امت کو ملا تب اس امت کو دوسرے نبیوں کی امت پر فضیلت ہوئی اگر تم کو فضیلت ہے تو صرف اسم ذات کی وجہ سے ورنہ تم (امت محمدی ﷺ) سے بہتر وہ یارحمٰن والے ہیں جس میں صفاتی نور تو ہے۔

اگر آپ باقی اسماء کا ذکر کرتے ہیں مثلاً یارحمٰن کا ذکر کرتے ہیں ہوسکتا ہے بے خودی میں یا حمان نکلنا شروع

ہو جائے، حامان ایک شیطان تھا، یا رحیم کا ذکر کرتے ہوئے یا حیم نکلنا شروع ہو جائے تو حیم ایک دیوی تھی لیکن صرف لفظ اللہ ایک ایسا اسم ہے کہ اگر اللہ نکلے، للہ نکلے، لہ نکلے، ھو نکلے پر بگڑتا نہیں یہ سب اس کی طرف اشارہ ہے صفاتی اسم کے لئے حصار کھینچنا پڑتا ہے وضو میں رہنا پڑتا ہے مگر ذکر اللہ اسم ذات ہر چیز پر قادر ہے پوری مخلوق پر قادر ہے غرضیکہ ہر اسم پر قادر ہے اس کے لئے وضو ہو یا نہ ہو ضروری نہیں ہر وقت آپ اسے کر سکتے ہیں۔

ذکر کی دولت کا حصول

اس دور میں اللہ تعالیٰ یہ اسم تمہارے شہروں میں بھیج دیا ہے کہ جاؤ اس کو پھیلاؤ، کرو، دیکھو اور اس کا مزہ لوٹو ورنہ پہلے یہ اسم بڑی مشکلوں سے ملا کرتا تھا اس کے لئے گھر بار چھوڑنا پڑتا تھا پتے کھانے پڑتے تھے پھر کہیں جا کر یہ اسم ملتا تھا مگر آج طالب ہی نہیں اب ان کو طالب بنایا جا رہا ہے اس ذکر کو کرنے کا انتہائی آسان طریقہ ہے اگر کوئی اس کو کرنا چاہے۔

جب آپ کے دل کی دھڑکن اللہ اللہ میں لگ جائے تو وہ ایک گھنٹے میں چھ ہزار تک چلی جائیگی چوبیس گھنٹے میں سوا لاکھ 125000 سے بھی بڑھ جاتی ہے ادھر فرشتے بھی حیران ہوتے ہیں کہ یہ کیا ہو رہا ہے اور اس کے بعد فرض کیا آپ نماز نہیں پڑھتے یہ گناہ کبیرہ ہے لیکن اگر آپ ذکر میں لگ جاتے ہیں اور کثرت سے اللہ کا ذکر کرتے ہیں تو اسی ذکر کا نور آپ کے جسم میں پھیل جائے گا دل میں داخل ہو جائیگا پھر آپ کا دل کہے گا چلو اب مسجد میں نماز بھی پڑھو وہ دل آپ کو نماز پڑھائیگا پھر دل کہے گا اب داڑھی بھی رکھ لو غرضیکہ آپ کو گناہوں سے نفرت ہونا شروع ہو جائیگی جو بھی ایسی نماز پڑھتے ہیں اچھی ہے مگر جو لوگ نماز سے غافل ہیں نماز نہیں پڑھتے وہ لوگ کثرت سے ذکر کریں اللہ پاک کریگا وہ ذکر کے طفیل نماز میں بھی لگ جائیں گے۔ ہمارا یقین ہے کہ اگر کوئی طالب صحیح نیت سے صحیح طریقے سے چالیس دن بھی اگر اس کو یاد کرے تو باری تعالیٰ ستر ماؤں سے زیادہ مہربان ہے اس پر اپنی رحمت کے دروازے کھول دیتا ہے۔

مگر شرط یہ ہے کہ ذکر الٰہی کے درمیان میں کسی اور چیز کو نہ لائے یہ سوچے کہ اگر میں ذکر کروں گا تو میرا کاروبار چمک جائے گا میری بیماری دور ہو جائیگی۔ صرف خالصتاً اسی کے لئے اس کا ذکر کرے۔ بیماری آتی ہے تو آئے، کاروبار خراب ہوتا ہے تو ہونے دیں لیکن اللہ کا ذکر صرف اللہ کے لئے کرے۔ اگر ہمارے کچھ لوگ ناکام ہو جاتے ہیں تو وہ درمیان میں کسی اور کو لے آتے ہیں کاروبار کو بیماری کو لے آتے ہیں اسی وجہ سے وہ کامیاب نہیں ہوتے ہیں تمام تفکرات سے بالاتر ہو کر اس کی یاد میں لگ جائیں ضرور کامیاب ہوں گے اور پھر اللہ تعالیٰ ذکر کے صدقے میں کاروبار میں بھی برکت دے گا صحت بھی دے گا غرضیکہ سب کچھ ان کو دے گا۔ سوچنے کی بات ہے کہ جب وہ کافروں کو دیتا ہے تو کیا ان کو نہیں دے گا جو اس کے دوست ہیں۔

حصہ چہارم

بسم اللہ الرحمٰن الرّحیم

گنہگار اور پارسا

ایک نشست میں گفتگو کرتے ہوئے فرمایا کہ زاہد و پارسا شخص کی نماز و عبادات اور عمل صالح کو کراماً کاتبین اس کے نامہ اعمال میں درج کرتے رہتے ہیں لیکن زہد و عبادت سے انسان کے اندر تکبر وانا بھی پیدا ہوتی رہتی ہے۔ اگر زاہد و پارسا شخص نے خود کو عبادت گزار سمجھ کر کسی بے نمازی کو کمتری اور نفرت سے دیکھا تو وہ ایسا تکبر شمار ہوگا جس سے اس پارسا کا سینہ سیاہ ہوتا جائے گا۔ اس شخص کا حال اس طرح ہوگا کہ رسمی رواجی طور پر نماز و عبادت کر کے ظاہری حالت تو درست کر لی لیکن وہ طریقہ نہیں سیکھا جس سے باطن کی صفائی ہو۔ سینہ کینہ اور تکبر سے پاک ہو جائے۔ پارسا شخص کے اندر زہد و عبادت کا تکبر بڑھتا رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کبھی کبھی اپنے بندوں پر نظر خاص فرماتا رہتا ہے۔ اس معاملہ میں اللہ تعالیٰ نامہ اعمال کو نہیں بلکہ اپنے بندوں کے قلوب پر نظر فرماتا ہے لیکن جب زاہد و پارسا کا دل دیکھتا ہے تو وہ انانیت و تکبر سے بھرا ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کی جانب سے توجہ ہٹا لیتا ہے اس طرح زاہد و پارسا کا تکبر اس کی ساری نیکیوں کو برباد کر دیتا ہے۔

اب آیئے گنہگار کی جانب، انسان جب گناہ کرتا ہے تو کراماً کاتبین اس کی بدی کو تحریر کر دیتے ہیں اور اس کے دل پر ایک سیاہ دھبہ بھی لگ جاتا ہے اس طرح گنہگار کا نامہ بھی سیاہ اور دل بھی سیاہ ہوتا رہتا ہے لیکن اگر گنہگار شخص کو حدیث شریف کا وہ نسخہ عطا ہو جائے ''ہر چیز کو صاف کرنے کا کوئی ذریعہ ہوتا ہے اور دلوں کی صفائی کا ذریعہ اللہ کا ذکر ہے''۔ (مشکوۃ شریف) گنہگار جب ذکرِ الٰہی میں مصروف ہو کر دل کی دھڑکنوں میں اللہ اللہ بسا لیتا ہے تو اس کا دل شفاف اور منور ہو جاتا ہے اس کے سابقہ گناہوں کی کتاب تو سیاہ رہتی ہے لیکن دل چمک اُٹھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی نظرِ خاص کا سلسلہ بندوں کے لئے جاری رہتا ہے جب اس گنہگار پر رب کی نظر ہوتی ہے تو اس کے دل کی چمک دیکھ کر اللہ تعالیٰ اس پر مہربان ہو جاتا ہے تو اسکے اندر اپنی محبت ڈال دیتا ہے جب اللہ کی محبت داخل ہو جاتی ہے تو اس کے محبوب کی محبت بھی پیدا ہو جاتی ہے اس لئے کہ ''محبوب خدا خدا نہیں لیکن اس سے جدا بھی نہیں'' اسی طرح ولیوں کی محبت بھی پیدا ہو جاتی ہے۔

اس لئے کہا جاتا ہے:

گناہ گار پہنچے درِ پاک پر
زاہد و پارسا دیکھتے رہ گئے

پارساؤں کا تکبر ان کی نیکیوں کو ختم کر دیتا ہے اور گنہگاروں کا ذکر وفکر ان کی سیاہ کاری کو نور میں تبدیل کر کے انہیں بارگاہ الٰہی کا قرب عطا کر دیتا ہے۔

حقیقی تعلیم

سرکار شاہ صاحب نے مختلف علاقوں میں روحانی نشستوں میں خطاب کرتے ہوئے بار بار یہ فرمایا کہ ہر شہر ہر علاقے اور ہر گھر میں اہلِ دل موجود ہیں ہم ان اہلِ دل لوگوں کو غفلت و دنیا پرستی سے نکال کر دل کی درستگی کی تعلیم دے رہے ہیں ہمیں افسوس ہے کہ حضور پاک ﷺ کے دین میں بگاڑ پیدا ہو رہا ہے لوگوں کے دل جو بیت اللہ، عرش اللہ بن سکتے ہیں وہ دل برباد ہو رہے ہیں امتِ مصطفیٰ ﷺ حقیقی علم سے بے بہرہ ہو کر صرف ظاہری اور کتابی علوم میں پھنس کر رہ گئی ہے۔ اگر حقیقی علم اور حقیقی عبادت کی جانب رجوع کرنا چاہتے ہو تو آؤ اور حقیقت کو سمجھو حضور پاک ﷺ کے زمانے سے دو علم اور دو عبادات رائج رہی ہیں۔ ایک زبانی علم اور ظاہری عبادت دوسرے باطنی علم اور باطنی عبادت حضور پاکؐ کے دور میں جن لوگوں نے صرف ظاہری علم و عبادت کو سب کچھ جانا اور قرآنی تعلیم کو ہی صرف معیار ہدایت جانتے ہوئے حضور پاکؐ کی صحبت اور توجہ کو اہمیت نہ دی وہ لوگ منافق اور خوارج ہوئے دین میں فساد پھیلاتے ہی رہے علاوہ ازیں جن لوگوں نے حضور پاک ﷺ کی ذات کو مرکزِ ایمان تصور کیا اور زبانی علم و عبادت کے ساتھ حضور پاک ﷺ کی مجلس میں بیٹھ کر دل کی صفائی کا علم اور دل کی عبادت کا طریقہ بھی حاصل کیا وہ لوگ صحابی رسول اللہ ﷺ کے منصب پر فائز ہوئے اور ان کے ذریعے دین کو فروغ حاصل ہوا اس علم کو باطنی اور طریقت کا علم کہا جاتا ہے، یہی علم حقیقی اور نفع مند ہے۔ قرآن پاک میں اس علم کے اشارے موجود ہیں کہ حضرت خضر علیہ السلام کو علمِ لدنی حاصل تھا اور اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے تو اپنے رسولوں کو علم غیب عطا فرماتا رہتا ہے۔ اس طرح حدیث شریف میں بھی اس علم کے اشارے ملتے ہیں کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہمیں حضور پاک ﷺ سے دو علم عطا ہوئے ایک تمہیں بتا دیا دوسرا بتائیں تو تم ہمیں قتل کر دو۔ (بحوالہ اسرارِ حقیقی) حضور پاک ﷺ نے فرمایا ہمیں اللہ تعالیٰ سے تین علم عطا ہوئے ایک عوام کے لئے، ایک خواص کے لئے اور ایک صرف ہماری ذات کے لئے۔ امت مصطفیٰ ﷺ کے اولیاء کرام کے اقوال و واقعات سے بھی علمِ باطن اور علم ظاہر کا فرق ثابت ہوتا رہا ہے حضرت ابراہیم بن ادھمؒ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے ستر بار اپنا دیدار کرایا اور ہر مرتبہ میں نے سو سے زائد مسئلے سیکھے لیکن ان میں سے صرف چار مسئلے ہی لوگوں کو بتائے تو وہ بھی لوگوں نے ماننے سے انکار کر دیا۔

حضرت مولانا رومؒ اپنے وقت کے بڑے عالم تھے ایک روز وہ اپنے مکتبہ میں بیٹھے تھے کہ ایک درویش حضرت شمس تبریزیؒ مکتب میں آئے اور کتابوں کی جانب اشارہ کر کے فرمانے لگے کہ یہ کیا ہے۔ مولانا رومؒ نے کہا یہ وہ علم ہے جسے تم نہیں جانتے۔ حضرت شمس تبریزیؒ نے ایک قلمی کتاب اُٹھا کر پانی میں پھینک دی، مولانا رومؒ بڑے پریشان ہوئے حضرت شمس

تبریزیؒ نے پانی میں سے کتاب کو خشک حالت میں نکال لیا۔ مولانا رومؒ نے حیرت سے معلوم کیا یہ کیا ہے؟ حضرت شمس تبریزیؒ نے فرمایا یہ وہ علم ہے۔ جسے تم نہیں جانتے ان حوالوں سے علم باطن کی اہمیت اور حقانیت واضح ہوتی ہے لیکن امت مصطفی ﷺ صرف کتابی اور ظاہری علم میں پھنس کر باطن کی حقیقی تعلیم سے دور ہوگئی ہے جسکی بناء پر امت انتشار اور تفرقہ کا شکار ہوتی جارہی ہے۔

اصلی شیطان

عام طور پر لوگ غافل و گنہگار لوگوں کو حقارت سے دیکھتے ہیں اور انہیں کہتے ہیں کہ یہ بڑے شیطان ہیں جبکہ یہ بیچارے گنہگار تو درحقیقت نقلی شیطان ہیں اصل شیطان تو وہ ہے جو علم میں اتنا کامل تھا کہ معلم ملکوت ہوا۔ عبادت میں بھی تمام فرشتوں سے زیادہ عبادت گزار تھا لیکن عبادت و علم کے فخر میں آکر اور حضرت آدمؑ کی فضیلت کو تسلیم نہ کر کے وہ غرور و تکبر اور حسد میں مبتلا ہو گیا پس اصل شیطانی اوصاف تو ہیں غرور و تکبر اور حسد۔ جو لوگ نماز و تسبیح میں ہوشیار ہیں، لیکن غرور و تکبر اور حسد و بخل ان کا شعار ہے تو وہی لوگ اصل شیطان ہیں ان ہی لوگوں نے فرقے پھیلائے، ولیوں کو ستایا، ہو دور میں یہ لوگ موجود رہے۔ حضور غوث پاکؒ جیسی ہستیوں پر ان ہی لوگوں نے فتوے لگائے۔

ظاہری اور باطنی بیعت

ایک نشست میں کسی طالب کے اس سوال کے جواب میں کہ ظاہری بیعت کے بغیر سلسلہ روحانی چل سکتا ہے؟ سرکار شاہ صاحب نے فرمایا کہ بیعت دو طرح کی ہوتی ہے ایک ظاہری بیعت اور دوسری باطنی بیعت۔ باطنی بیعت کو اویسی بیعت بھی کہا جاتا ہے۔ حضور پاک ﷺ نے حضرت اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دست بیعت فرمایا۔ اس (ظاہری) سلسلے میں بیعت الرضوان معروف ہے۔ اویسی بیعت کی ابتداء حضرت اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ذریعے ہوئی چونکہ حضرت اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سچے عاشقِ رسول ﷺ تھے لیکن ظاہری طور پر حضور پاک ﷺ کی خدمت میں حاضر نہ ہوسکے اس لئے حضور پاک ﷺ نے انہیں باطنی طور پر بیعت فرمایا۔ ظاہری بیعت والوں کو جسم سے فیض ہوتا ہے جبکہ باطنی بیعت میں روح سے فیض حاصل ہوتا ہے۔ اس طرح حضرت اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی روحِ مبارک کا فیض حاصل ہوا۔ روحانی سلسلوں میں ظاہری بیعت کے ساتھ باطنی بیعت اور اویسی فیض کا طریقہ بھی جاری وساری رہا حضور پاک ﷺ کو حیات النبی ﷺ تسلیم کرنا اہلِ ایمان کے لئے لازم تر ہے۔ جب حضور پاک ﷺ حیات ہیں تو آپ کے بیعت کرنے اور فیض عطاء کرنے کی حقیقت کو بھی تسلیم کیا جانا ضروری ہے۔

حضرت غوث پاکؒ اور حضرت سلطان باھوؒ کے اقوال وابیات سے ثابت ہے کہ انہیں حضور پاک ﷺ سے باطنی بیعت اور فیض حاصل ہوا۔اسی طرح حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابوبکر حواریؒ کو ڈکیت کی حالت سے نکال کر انہیں بیعت فرمایا اور اپنا خرقہ بھی عطاء فرمایا اور حضرت ابوبکر حواری سے سلسلہ حواریہ جاری ہوا۔حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت بایزید بسطامیؒ کا باطنی طور پر بیعت کیا۔حضرت فقیر نور محمد سروری قادریؒ کو حضرت سلطان باھوؒ نے باطنی فیض عطاء فرمایا۔سرکار شاہ صاحب نے مزید فرمایا کہ ظاہری بیعت میں جسم کی تربیت کی جاتی ہے جبکہ باطنی بیعت میں دل کو بیعت کیا جاتا ہے۔ظاہری بیعت میں آج کل ہزاروں ایسے لوگ ہیں جو کہ بیعت ہورہے ہیں لیکن گستاخِ رسول بھی ہیں صحابہ کرام اور اولیاء اللہ کی شان میں گستاخیاں کرتے ہیں۔لیکن باطنی بیعت میں چونکہ جسم کے ساتھ دل کو بھی بیعت کیا جاتا ہے۔اس لئے دل نورانیت کی راہ اختیار کرلیتا ہے جب دل درست ہوجائے تو وہ جسم کو بھی درستگی کی طرف لے آتا ہے۔یہ باطنی بیعت اور فیض آج بھی جاری ہے۔کوشش کرنا چاہیے کہ باطنی فیض کا حصول کیا جائے۔ظاہری طور پر ہزاروں پیروں سے مرید ہوجائیں لیکن اگر باطنی فیض حاصل نہ ہوتو کچھ حاصل نہیں ہے۔راہ سلوک میں مرشد سے بیعت کرکے مرشد تک پہنچنا مقصود نہیں بلکہ بیعت کرنے کا اصل مقصد رب کی ذات تک رسائی حاصل کرنا ہے۔

حصولِ فیضِ روحانی

سرکار شاہ صاحب نے روحانی نشست میں طالبینِ حق سے فرمایا کہ آپ کسی بھی مرشد سے بیعت ہوں فیضِ روحانی حاصل کرنے کے لئے دوسری جگہ جایا جاسکتا ہے۔جیسا کہ حضرت لعل شہباز قلندرؒ مرید تھے حضرت ابراہیم قندوزیؒ سے لیکن آپ فیض کے لئے سکھر میں حضرت صدرالدینؒ کے پاس گئے اس کے بعد آپ بوعلی شاہ قلندرؒ کے پاس بھی فیض کے لئے گئے، پھر اس کے بعد آپ ملتان میں حضرت بہاؤالحقؒ کے پاس بھی فیض کے لئے گئے۔مگر جب قلندر پاکؒ واپس تشریف لائے تو سب کے سردار بن گئے اسی طرح حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ مرید تو حضرت عثمان ہارونیؒ کے بعد میں حضرت داتا گنج بخشؒ سے اکتساب فیض کیا اور غوث پاکؒ سے بھی فیض حاصل کیا اور داتا گنج بخش علی ہجویریؒ کے دربار پر فیض روحانی کے بعد بے ساختہ یہ شعر فرمایا۔

گنج بخش فیض عالم مظہر نور خدا
ناقصا ں را پیر کامل کاملاں را راھنما

لہٰذا بیعت کسی بھی جگہ سے ہوں فیض کے لئے دوسری جگہ جاسکتے ہیں۔ہم بھی آپ کو بیعت کرنے پر اصرار نہیں کرتے۔باطنی وروحانی فیض کا ایک راز ہمیں حاصل ہوا تھا یہ راز ہم نے بڑی ریاضتوں اور مشکل سے پایا تھا۔رب کی

رضا یہ ہے کہ دیگر مسلمان بھائی بھی اسی فیضِ روحانی سے مستفیض ہو جائیں۔ہماری تعلیمات میں قلب کو جاری کرنا ہے۔جب قلب جاری ہو جاتا ہے تو فیض کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔جب لوگوں کا قلب جاری ہو جائے وہ غوث پاکؒ کے مریدوں میں شامل ہو جاتے ہیں کیونکہ غوث پاکؒ فرماتے ہیں کہ ''ذاکر میرا مرید ہوگا اور میں مرید اسی کو مانتا ہوں جس کا قلب ذکر کرے''۔

ہم خلوص نیت اور بغیر کسی لالچ کے ذکر قلب کو عام کر رہے ہیں اگر آپ لوگوں کو یہ نعمتِ ذکرِ قلب حاصل ہو جائے تو دعا دے دینا اور اگر یہ چیز حاصل نہیں ہوتی۔تو جو دو چار دن اللہ اللہ کی ہے اس کا ثواب آپ کو حاصل ہو جائے گا آپ کا کچھ بگڑے گا تو نہیں آپ اپنے گھر خوش ہم اپنے گھر خوش۔

دلوں پر ایمان لکھ دیا گیا

قرآن کی آیات مسلمانوں کو غور و فکر کی دعوت دیتی ہیں ایک آیت میں فرمانِ رب کریم ہوتا ہے کہ '' کچھ لوگ ایسے ہیں جن کے دلوں پر ایمان لکھ دیا جاتا ہے'' (سورۃ المجادلہ آیت نمبر 21) اس آیت کی تلاوت تو کثرت سے کی جاتی ہے لیکن اس کے حقیقی معنی اور اس پر عمل کرنے کی کوشش نہیں کی جاتی۔آیئے ہم دلوں پر ایمان نقش کرنے کے طریقے کی وضاحت کرتے ہیں۔انسانی دل پر ایمان کسی لمبی چوڑی عبارت اور احکامات کی صورت میں نہیں لکھا جاتا بلکہ اسم اللہ کا دل پر نقش ہو جانا ایمان کہلاتا ہے۔اسم اللہ دل پر کس طرح نقش ہو، اس کا طریقہ یہ ہے کہ روزانہ جب بھی وقت ملے خصوصاً فجر کی نماز کے بعد سفید کاغذ پر کالی سیاہی سے 66 چھیاسٹھ مرتبہ اسم ذات اللہ خوشخط الفاظ میں لکھیں جس طرح 786 کو بسم اللہ شریف سے نسبت ہے اسی طرح 66 کے عدد کو اسم ذات سے نسبت ہے۔اسی طریقے سے بار بار اسم ذات لکھتے رہنے سے ایک روز یہ اسم آپ کی آنکھوں میں تیرنا شروع ہو جائے گا پھر اسم ذات کو آپ دل پر نقش کرنے کی کوشش کریں۔آنکھ بند کر کے دل کو کاغذ اور انگلی کو قلم تصور کرتے ہوئے دل پر اسم ذات لکھتے رہیں دل کی کشش آنکھوں سے زیادہ ہوتی ہے کچھ عرصہ بعد انشاء اللہ یہ اسم پاک دل میں قرار پا جائے گا۔کچھ لوگوں کو تو ذکر قلب عطا ہوتے ہی اسم ذات دل پر نقش نظر آ جاتا ہے اور کچھ لوگوں کو کچھ عرصہ بعد نظر آتا ہے یہ اپنی قسمت اور نصیب ہے۔اسم ذات جب دل میں بسنا شروع ہوتا ہے تو دل کی دھڑکن ابھر کر تیز ہو جاتی ہے اس دھڑکن میں اللہ اللہ ملانا چاہیے۔دل پر اسم اللہ نظر آ جائے تو آپ کا شمار اہلِ تصور میں ہو جائے گا۔اس کے بعد آپ چلتے پھرتے رہیں، کاروبار کام کاج کرتے رہیں لیکن تصور اسم ذات کا قائم رکھیں اس ضمن میں یہ خیال رکھیں کہ کسی کو دل پر اسم اللہ لکھا ہوا نظر آتا ہے لیکن دھڑکن محسوس ہوتی ہے اسم ذات نظر نہیں آتا ان دونوں حالتوں میں اگر ایک بھی میسر آ جائے تو شکر ادا کرنا چاہیئے اس لئے کہ ہر کسی کی قلبی کیفیات مختلف ہوتی ہیں کوئی جلالی

http://asiinternationals.com

ہوتا ہے کوئی جمالی اور کوئی معتدل مزاج کا حامل ہوتا ہے ابتداء میں درج بالا طریقے پر ہی عمل کرنا چاہیے اس سے بہت جلدی کامیابی حاصل ہوتی ہے۔

نماز میں یکسوئی

سرکار شاہ صاحب نے فرمایا کہ یہ شکایت عام ہے کہ ہم نماز پڑھتے ہیں لیکن ہمارے دل و دماغ میں دنیاوی خیالات گردش کرتے رہتے ہیں اس شکایت کا واحد حل ذکر الٰہی ہے۔ذکر کرنے والوں کے تصور،فکر اور سوچ میں بھی اللہ اللہ بس جاتی ہے پھر وہ چلتے پھرتے کاروبار کرتے رہتے ہیں لیکن ان کا دل اللہ کی یاد میں مشغول رہتا ہے۔ایسے لوگ جب نماز کیلئے کھڑے ہوتے ہیں تو ان کی سوچ اور دھیان اللہ کی جانب ہی مبذول رہتی ہے یوں نماز میں دل و دماغ اِدھر اُدھر دنیاوی خیالات میں نہیں بھٹک سکتے اس بات کو یوں سمجھیں کہ انسان پر کوئی ایک اہم بات اور سوچ غالب ہو تو وہ دنیا میں چلتا پھرتا تو ہے لیکن اس کا دھیان اسی بات کی جانب مبذول رہتا ہے۔مثلاً آپ کا بچہ بیمار ہو اور اسپتال میں داخل ہو لیکن آپ کو دفتر سے فرصت نہیں مل رہی ہو تو آپ دفتر میں ہوتے ہوئے بھی اسپتال میں بچے کی طرف متوجہ رہیں گے یا آپ نے سفر کے لئے جہاز یا ٹرین کی بکنگ کرائی ہے اور یہ بکنگ شام کے اوقات میں ہے لیکن آپ تمام دن لوگوں سے ملتے جلتے رہیں گے دیگر مصروفیات میں رہیں گے لیکن ذہن میں سفر کا خیال اور وقت ہی مقدم رہے گا۔اسی طرح جب آپ ذکر وفکر اور تصور اسم اللہ ذات کو پختہ وقوی کر لیں گے تو وہ تمام حواس پر حاوی ہو جائے گا آپ کی حالت اس طرح ہو جائے گی "**دست بکار دل بیار**" ہاتھ کام میں ہے اور دل یار کی یاد میں مشغول ہے۔ایسی نماز جس میں زبان اور جسم کے ساتھ دل و دماغ بھی اللہ کی جانب متوجہ ہوں وہ بارگاہ الٰہی میں رسائی حاصل کر لیتی ہے۔اس کے برعکس وہ نماز جس میں جسم حاضر ہو اور توجہ دنیاوی وشیطانی خیالات میں الجھی ہوئی ہو تباہی اور خرابی بن جاتی ہے۔

وہ صراطِ مستقیم سے نہیں بھٹک سکتا

سرکار شاہ صاحب نے ایک نشست میں خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ ذکرِ قلب کے یوں تو بے شمار فوائد اور برکات ہیں لیکن سب سے اہم چیز یہ ہے کہ جس شخص کا قلب ایک بار اللہ اللہ سے جاری ہو جائے وہ صراط مستقیم سے کبھی بھی نہیں بھٹک سکتا۔یہ اور بات ہے کہ ذاکرِ قلبی دنیاوی ماحول،شیطانی رکاوٹوں اور آزمائشوں کے سبب کچھ سست ہو جاتے ہیں۔لیکن کچھ عرصہ بعد دوبارہ سرگرم عمل ہو جاتے ہیں۔جس طرح موج کبھی نیچے اور کبھی اوپر ہوتی رہتی ہے لیکن اس کا سفر اسی نشیب وفراز میں جاری

رہتا ہے مرشد کامل سے ذکر قلب عطا ہونے کے بعد کم از کم تین سال تک مرشد کی رہبری میں ذکروفکر کرنا لازم ہوتا ہے۔اگر اس عرصہ سے پہلے اِدھراُدھر ہوگئے تو پھر قلب بند ہوسکتا ہے۔کیونکہ نفس اور شیطان جیسی دشمن طاقتیں کبھی نہیں چاہتیں کہ کسی کا ذکر قلب جاری ہوجائے۔اس لئے مخالف طاقتیں ذاکرِ قلبی کو نقصان پہنچانے کی فکر میں رہتی ہیں۔

جس کو اللہ چاہے

سرکار شاہ صاحب نے ایک نشست میں ایک طالب کو جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ مختلف لوگوں کی خواہشات اور چاہتیں الگ الگ ہوتی ہیں بعض چاہتے ہیں کہ راتوں رات امیر بن جائیں، کچھ چاہتے ہیں کہ تھوڑی بہت عبادت کر کے درجہ ولایت حاصل کرلیں، بعض لوگ ہمارے پاس اس لئے آتے ہیں کہ ذکر لیتے ہیں کشف و مشاہدات شروع ہوجائیں۔لیکن لوگوں کو نہیں معلوم کہ جو اللہ چاہے وہ ہوتا ہے۔جسے اللہ چاہے اسے لمحات میں بہت کچھ عطاء ہوجاتا ہے۔ہم نے ایسے لوگ دیکھے ہیں کہ ذکر لیتے ہی بے ہوش ہوگئے ہوش میں آئے تو کہنے لگے ہم تو خانہ کعبہ دیکھ رہے تھے۔ہم تو مدینہ شریف میں تھے۔غرضیکہ جس کو رب چاہے اسے ہر چیز عطاء ہوجاتی ہے ہم ذکر قلب کا اذن دیتے ہیں، دعوے نہیں کرتے اگر رب نے چاہا تو تمہیں باطنی چیزیں نظر آنا شروع ہوجائیں گی اور رب نے نہ چاہا تو تم ساری کوشش کرتے رہو تو کچھ نظر نہیں آئے گا۔ہم نے تمہارا تعارف اللہ سے کرادیا اب قبول کرنا نہ کرنا یہ اللہ کا کام ہے۔

جسم میں اللہ اللہ ہونا

بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ ذاکرِ قلبی کے دل میں جس طرح دھڑکن سے جنبش پیدا ہوتی ہے اسی طرح جنبش اس کے جسم کے مختلف حصوں میں بھی ہونا شروع ہوجاتی ہے، بازو، آنکھ، کمر وغیرہ میں پھڑکن محسوس ہوتی رہتی ہے۔اس احوال کی حقیقت یہ ہے کہ دل میں جب اللہ اللہ جاری ہوجاتا ہے تو انسانی خون میں بھی رچ بس جاتا ہے۔چونکہ دل کے ذریعہ ہی سارے جسم کو خون پمپ ہوتا ہے اس لئے خون کا ہر قطرہ اللہ اللہ کی جذب و مستی سے سرشار دل سے نکل کر جسم کے ہر عضو میں جاتا ہے اس لئے جسم کے مختلف حصوں میں ذکرِ قلب کی برکت سے جنبش پیدا ہوجاتی ہے۔

ذاکر کی حفاظت

ایک نشست میں خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ ذکر قلب کے ذریعے انسان شیطان اور نفس سے جہاد کرسکتا ہے اور بدی کی طاقتوں پر حاوی ہوسکتا ہے اس لئے شیطانی قوتیں کبھی نہیں چاہتیں کہ کوئی شخص ذاکرِ قلبی بن جائے اس لئے جب کوئی

شخص ذکرِ قلب کی طرف رجوع کرتا ہے تو شیطان اپنے تمام کارندوں کو حکم دیتا ہے کہ اسے پریشان کرو، بیمار کرو، تباہ کرو، برباد کرو لیکن اسے ذاکرِ قلبی نہیں بننے دو اس لئے کہ اگر یہ ذاکر قلبی بن گیا تو اس کی نس نس میں نور بس جائے گا اور ہمارا شیطانی تسلط اس پر کبھی قائم نہ ہو سکے گا۔ اس لئے جو مرشد کامل ذکرِ قلب عطاء کرتے ہیں اس کو منجانب الٰہی ایسی رحمانی مخلوق عطاء ہوتی ہے جو شیطانی مخلوق سے مقابلے کرتی رہتی ہے۔ ہم بھی جسے ذکر قلب دیتے ہیں اس ذاکر کے ساتھ دو موکلات کر دیتے ہیں جو اس کی حفاظت کرتے رہتے ہیں۔ ہم جس کو ذکر دیتے ہیں اس کی سرپرستی بھی کرتے ہیں۔

پچاس ہزار اور لاکھ گنا ثواب

سرکار شاہ صاحب نے فرمایا کہ عموماً یہ بات عام ہے کہ خانہ کعبہ میں نماز پڑھو تو ایک لاکھ گنا ثواب اور مسجد نبوی میں نماز ادا کرو تو پچاس ہزار نمازوں کا ثواب حاصل ہوتا ہے لیکن عموماً دیکھا جاتا ہے کہ ہر سال لاکھوں لوگ حج کے دوران بے تحاشا نمازیں مکہ شریف اور مدینہ شریف میں ادا کرتے ہیں، اس طرح وہ کروڑوں نمازوں کے ثواب کے حقدار ہو جاتے ہیں۔ لیکن جب یہ حاجی واپس آتے ہیں تو اکثریت میں غفلت اور دنیاداری کا شکار ہو جاتے ہیں۔ جبکہ قرآن پاک کے بقول نماز تو برائیوں اور خواہشات سے نجات دلاتی ہے اس طرح معلوم ہوا کہ اس بابت حقیقت کچھ اور ہے۔ ایک لاکھ اور پچاس ہزار گنا ثواب اصل میں ان نمازیوں کو حاصل ہوتا ہے جن کے دل پر خانہ کعبہ اور روضہ رسول ﷺ نقش ہو جاتا ہے۔ جس کے دل پر خانہ کعبہ بس گیا وہ کہیں بھی نماز ادا کرے لاکھ گنا ثواب حاصل ہوگا اسی طرح جس کے دل پر روضہ رسول ﷺ نقش ہے وہ جہاں بھی نماز ادا کریں پچاس ہزار گنا ثواب کے حقدار ہوں گے۔ یہ ثواب مومنین کے لئے ہے نہ کہ عام حاجی کے لئے اس غلط فہمی کی بناء پر تمام حاجی اپنے آپ کو کروڑوں کے ثواب کا حق دار جانتے ہیں کہ اس ثواب کے غرور میں مبتلا ہو کر اپنے آپ کو بہت کچھ خیال کرتے ہیں اگر حقیقت میں انہیں کروڑوں نمازوں کی حقیقت حاصل ہو جائے تو وہ غفلت گمراہی اور بد عقیدگی میں مبتلا نہیں ہو سکتے۔

اسم ذات ہر چیز پر قادر ہے

اسم ذات اللہ کی اجازت بڑی مشکلوں اور پریشانیوں کے بعد حاصل ہوتی ہے اولیاء اللہ بڑی ریاضت مجاہدوں اور محنت و مشقت کے بعد طالبان حق کو اللہ ھو کے ذکر کی اجازت عطاء فرماتے تھے اور یہ اجازت بھی محدود تعداد میں ہوتی تھی اگر آج بھی کسی بزرگ اور درویش سے قلب کے ذکر کے بارے میں دریافت کریں تو وہ یہی کہتے نظر آتے ہیں کہ یہ بہت بڑی نعمت ہے اور بڑی مشکلوں سے کسی کسی کو عطاء ہوتی ہے لیکن دورِ حاضر میں اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا کرم ہے کہ اسمِ ذات

اللہ ھو کی یہ نعمت عام تقسیم کی جا رہی ہے۔ آج تم لوگوں کو نہ گھر بار چھوڑ کر جنگل میں جانا پڑتا ہے نہ ریاضت و مجاہدات کرنے پڑتے ہیں عین جوانی کے ایام میں یہ نعمت تمہیں گھر میں بیٹھے بٹھائے حاصل ہو رہی ہے۔ اگر اس آسانی کے دور میں بھی کوئی اس نعمت سے محروم ہو یا ذکرِ قلب کی عطاء کا سن کر بھی وہ اس کے حصول کے لئے کوشش نہیں کرتا وہ بڑا بدنصیب ہے۔ کچھ لوگ وظیفوں کے ذریعے رب کو پانے کی کوشش کرتے ہیں لیکن وظیفہ تو دل کو صاف کرنے کا ذریعہ ہے عرفانِ الٰہی کے لئے اللہ ھو کی طرف پھر بھی آنا پڑتا ہے۔ وظائف کے طریقے میں بڑی مشکلات ہیں دوران وظیفہ بغیر وضو کھانا کھا لیا وظیفہ ختم، جھوٹ بول دیا وظیفہ ختم، نیند آ گئی وظیفہ ختم۔ اسطرح وظائف میں عمر کا بڑا حصہ صرف ہو جاتا ہے پھر بھی کامیابی نہیں ہوتی اور پھر انجام کار وظائف کرنے والے بیزار اور بدعمل ہو جاتے ہیں لیکن اگر اسم ذات کی طرف توجہ دی جائے تو اللہ ھو کے ذکر کے ذریعے دنیاوی کاموں میں مشغول رہتے ہوئے تمام پابندیوں سے آزاد رہتے ہوئے قربِ ربانی حاصل ہو سکتا ہے۔ اسمِ ذات ہر چیز پر قادر ہے وہ خود ہی انسان کے اندر موجود خرابیوں اور برائیوں کو ختم کر ڈالتا ہے۔ اگر انسان کوئی غلطی اور غفلت بھی کر جاتا ہے تو اپنی منزل سے دور نہیں ہوتا بلکہ اسمِ ذات ان غلطیوں کو اپنے نور سے ختم کر دیتا ہے۔ اسمِ ذات کسی کے قابو میں نہیں آتا بلکہ وہ خود انسان کو قابو کر لیتا ہے۔ اسمِ ذات ہر چیز پر قادر ہے وہ تم پر قدرت حاصل کر کے تمہیں اپنا بنا لیتا ہے۔

مشرب محمدی ﷺ میں رہبانیت

دنیا میں ہر وقت بہت سے اولیاء کرام موجود ہوتے ہیں ہر ولی کا قدم کسی نبی کے قدم پر ہوا کرتا ہے۔ جس ولی کا قدم جس نبی کے قدم پر ہوتا ہے وہ اسی مشرب اور طریقے کا حامل ہوتا ہے کوئی عیسوی مشرب ہوتا ہے اس کا قدم حضرت عیسیٰؑ کے قدم پر ہوتا ہے اس کی زندگی معاملات اور وصال حضرت عیسیٰؑ کی طرح ہوتا ہے۔ کوئی موسوی، کوئی سلیمانی اور کوئی داؤدی مشرب رکھتا ہے۔ لیکن بعض کا قدم حضور پاک ﷺ کے قدمِ مبارک پر ہوتا ہے اور وہ محمدی مشرب کہلاتے ہیں۔ عیسوی مشرب کے ولی گھر بار چھوڑ دیتے ہیں مجذوبوں کی طرح کبھی ایک جگہ کبھی دوسرے علاقے میں زندگی گزارتے ہیں لیکن محمدی مشرب میں یہ طریقہء رہبانیت نہیں ہے بلکہ وہ دنیا میں رہتے ہیں کاروبار کرتے ہیں گھربار کا نظام چلاتے ہیں اور اللہ اللہ بھی کرتے رہتے ہیں وہ اپنے راز کو پوشیدہ رکھتے ہوئے دیگر لوگوں کو بھی اللہ اللہ کی جانب رغبت دلاتے رہتے ہیں۔ عیسوی مشرب میں تارک الدنیا ہو کر رہا جاتا ہے جبکہ محمدی مشرب میں تزکیہء نفس اور تصفیہء قلب کے لئے غارِ حراء کی سنت اپناتے ہوئے کچھ عرصے خلوت نشینی اختیار کرنا پڑتی ہے پھر منازل روحانی حاصل کرنے کے بعد دنیا میں آ کر لوگوں کو تلقین و ہدایت میں مصروف ہو جاتے ہیں محمدی مشرب والے حقوق العباد بھی ادا کرتے ہیں اور حقوق اللہ میں بھی مصروف رہتے ہیں اس طرح اس مشرب میں رہبانیت کا تصور نہیں ہے۔

منفرد، مفید اور مستفید

سرکار شاہ صاحب نے فرمایا کہ راہ سلوک میں ایک وقت ایسا آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی پر اپنی تجلی ڈالتا ہے تو کوئی منفرد ہو جاتا ہے کوئی مفید بن جاتا ہے اور کوئی مستفید کہلاتا ہے۔ منفرد لوگ وہ ہوتے ہیں جن کو نہ فیض لینے کی حاجت ہوتی ہے نہ فیض دینے کی اور نہ ہی ان کی ایسی کوئی ڈیوٹی ہوتی ہے کہ وہ ہدایت وراہبری کا کام سرانجام دیں اس لئے وہ لوگ ایک کونے میں پڑے رہتے ہیں ان کا دنیاداری میں رہنا حرام ہوتا ہے۔ جبکہ مفید لوگ فیض دینے کی صلاحیت رکھتے ہیں اس لئے لوگوں کی ہدایت پر مامور رہتے ہیں ان کا تارک الدنیا ہونا حرام ہے۔ اسی طرح مستفید لوگ فیض دے بھی سکتے ہیں اور لے بھی سکتے ہیں اس لئے یہ بھی دنیا میں مصروفِ عمل رہتے ہیں۔ ان کا تارک الدنیا ہونا بھی حرام ہے یہ ترقی کرتے ہوئے ابدال وقطب کے درجے پر بھی فائز ہو سکتے ہیں۔

فقر بہ کرم فقر بہ کمالیت

راہ فقر میں بھی ولیوں کے دو سلسلے ہوتے ہیں ایک فقر بہ کرم ایک فقر بہ کمالیت ہوتے ہیں۔ فقر بہ کرم والے یہ ولی ہوتے ہیں کہ ان کو فیض یا مرتبہ کسی ولی کے ذریعے سے ملا اور ولی تک رہا۔ فنافی الشیخ، فنافی الغوث، فنافی الرسول ﷺ میں ہوتے ہیں۔ ان کا فیض کوئی دوسرا چاہے تو چھین بھی سکتا ہے یعنی فنافی الشیخ والے کا کوئی دوسرا شیخ، فنافی الغوث والے کا غوث پاکؒ اور فنافی الرسول ﷺ والے کا حضور پاک ﷺ چھین سکتے ہیں ان کے اوپر رب کی تجلی نہیں پڑتی بلکہ یہ دوسرے ولیوں کے وسیلے سے حاصل کرتے ہیں لہٰذا کوئی دوسرا چھین بھی سکتا ہے جبکہ فقر بکمالیت والے ولی پر اللہ تعالیٰ کی تجلی پڑتی ہے۔ وہ فنافی اللہ میں چلے جاتے ہیں اللہ کی تجلی میں آجاتے ہیں پھر ان کا فیض کوئی چھینتا نہیں ہے کیونکہ ان کو ڈائریکٹ اللہ سے ملا ہے بعض ولی ایسے ہوتے ہیں جو نائبِ رسول ﷺ یعنی غوث وقطب، ابدال ہوتے ہیں۔ یہ 360 ولیوں میں سے ہوتے ہیں۔ مگر یہ رب کی تجلی میں نہیں رہتے ہیں یہ فقر بہ کرم والے ہوتے ہیں فقر بہ کرم کا درجہ نیچے ہوتا ہے جبکہ فقر بہ کمالیت کا تعلق رب سے ہے آپ نے دیکھا ہوگا کہ بعض ولیوں کا شریعت پر بڑا زور ہوتا ہے جبکہ بعض اتنا زور نہیں دیتے، مگر ان کی کرامت اور فیض ان سے زیادہ ہوتا ہے۔ امام بری سرکارؒ پہلے شریعت کے بڑے پابند تھے بہت ورد و وظائف میں رہتے تھے پھر ایک وقت ایسا آیا کہ وہ پہلے جیسی بات نہیں رہی۔ ایک بار شاہ جہاں بادشاہ نے آپؒ کو بلوایا آپؒ نہیں گئے اس نے آیت لکھ کر بھیجی کہ ''اللہ کی اطاعت، شیخ کی اطاعت، رسول ﷺ کی اطاعت'' آپ نے جواب میں لکھا کہ ''میں اس وقت **اطیعواللہ** میں اتنا مصروف ہوں کہ **اطیعوالرسول** ﷺ سے بھی شرمندہ ہوں باقی عملوں کی بعد کی بات ہے۔ ان کے درجے ہوتے ہیں کوئی شریعت میں کوئی طریقت میں کوئی حقیقت میں کوئی معرفت میں کوئی فنافی اللہ میں لیکن اس کو وہی سمجھ سکتا ہے جس کو یہ درجہ مل جائے''

اختتام